برصغیر میں حجیت حدیث پر موجود لٹریچر کا جائزہ

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ☆

حجیت حدیث

لفظ ''حجیت'' حجت سے نکلا ہے جس کے معنی دلیل، برہان، ثبوت یا سند کے ہیں (۱) اور کسی شے میں دلیل بنائے جانے کی صلاحیت کا وجود یا اثبات حجیت کہلاتا ہے، (۲) جب کہ محدثین کی اصطلاح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور وصف کو حدیث کہا جاتا ہے۔ (۳) اس طرح حجیت حدیث کا مطلب ہے کہ قرآن کی طرح حدیث بھی دلیل، سند یا اتھارٹی کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث کے ساتھ ''سنت'' کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے لغوی معنی راستے کے ہیں۔ ڈاکٹر صبحی صالح کے مطابق لفظ حدیث عام ہے اور اس میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال سب شامل ہیں، اس کے برخلاف سنت کا لفظ آپ کے اعمال کے ساتھ مختص ہے۔ (۴) اکثر محدثین نے حدیث وسنت کے مترادف ہونے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ اصولیین کے ہاں سنت اور حدیث ہم معنی ہیں۔ (۵) ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۶) نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر صبحی صالح نے حدیث اور سنت کے باہمی تعلق کو یوں واضح کیا ہے:

> اگرچہ اکثر جگہ حدیث وسنت کے الفاظ کا اطلاق جداگانہ معنی ومفہوم پر کیا جاتا ہے، مگر نقاد حدیث ہمیشہ ان کو مساوی ومترادف یا کم از کم قریب المعنی سمجھتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے، اس لئے کہ عملی سنت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقہ کا نام ہے جس کو آپ ایسے حکیمانہ اقوال اور احادیث سے مؤید فرمایا کرتے تھے۔ پھر حدیث وسنت دونوں کا موضوع ایک ہی ہے، دونوں کا مرکز ومحور یکساں طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال ہیں۔

☆ ریسرچ فیلو، شعبہ تھیالوجی وریلیجنس، یونیورسٹی آف گلاسکو، سکاٹ لینڈ، یوکے۔

ظاہر ہے کہ آپ کے اقوال آپ کے اعمال کی تائید کرتے تھے اور آپ کے اعمال سے اقوال کو تائید وتقویت حاصل ہوتی تھی۔ (۷)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث اور سنت کے الفاظ کو مترادف سمجھا جاتا رہا، اس لئے جب سنت کی حجیت کی بات کی جائے گی تو اس سے خود بہ خود حجیت حدیث ثابت ہو جائے گی۔

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا بھی حکم دیا۔ قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مقامات پر **وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ** (۸) کے الفاظ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں:

اطاعتِ کبریا کی طرح اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہلِ ایمان پر فرض کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیغمبر کی پیروی کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے، جیسا کہ **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ** (۹) سے واضح ہے۔ قرآن مجید میں محبت الٰہی کی خواہش رکھنے والوں کو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس حکم پر عمل کر کے وہ اللہ کی محبت ومغفرت کے مستوجب ٹھہریں گے۔ (۱۰) چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرض قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں مذکور کسی حکم کی وضاحت فرمائیں یا قرآنی احکام کے علاوہ کوئی کام کرنے کا حکم دیں یا کسی بات سے روکیں تو اس حکم کی تعمیل بھی امت مسلمہ کے لئے فرض ہوگی، چوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال یا اوصاف وتقریرات کی تفاصیل حدیث لٹریچر سے میسر آتی ہیں، اس لئے احادیث صحیحہ کی حجیت پر ایمان ہونا لازم ہے۔

امام حافظ محمد بن علی الشوکانی اپنی کتاب **ارشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول** میں حجیت سنت کے متعلق رقم طراز ہیں:

والحاصل أن ثبوت حجية السنة المطهرة واستقلالها بتشريح الأحكام ضرورة دينية، ولا يخالف في ذلك إلا من لا حظ له في دين الإسلام (۱۱)

الحاصل سنت مطہرہ کا حجت ہونا اور احکام تشریعی میں اس کا مستقل مقام ہونا ضروری اور دینی امر ہے۔ اس سنت پاک کی وہی مخالفت کرے گا جس کو دین اسلام سے کچھ حصہ نہ ملا ہو۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ''فتوح الغیب'' میں قرآن وسنت کی پیروی کو لازم قرار دیتے ہیں اور ان دونوں کے اتباع کو روحانی ترقی کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

تمہاری سلامتی کتاب وسنت ہی کی پیروی میں ہے، اِن سے ہٹ کر ہلاکت وتباہی ہے۔ ایک مومن کتاب وسنت پر ہی عمل پیرا ہو کر ولایت وابدالیت اور غوثیت کے مراتب تک ترقی کر کے عروج حاصل کرسکتا ہے۔ (۱۲)

علامہ ابن البر اندلسی (۳۶۸-۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب **جامع بیان العلم وفضلہ** میں حجیت سنت کا انکار موجبِ ارتداد قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

علم کی بنیادیں دو ہیں: کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سنت کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس کی عام روایت، سلف سے خلف تک جاری ہے اور اس میں کسی کا اختلاف ثابت نہیں۔ ایسی سنت کا رد وانکار ناجائز ہے، کیوں کہ یہ انکار، بہ منزلہ نصوص الٰہی کے انکار کے ہے۔ سنت کی دوسری قسم وہ ہے جو ثقہ راویوں نے اسنادِ متصل سے روایت کی ہے، یہ قسم بھی مستند علمائے امت کے نزدیک حجت اور ذریعہ علم ہے۔ (۱۳)

علامہ موصوف کے مطابق اہلِ بدعت نے سنت کو چھوڑ دیا ہے جس کے باعث وہ قرآن کی ایسی تاویلوں میں پڑ گئے جو سنت کے بالکل خلاف ہیں۔ (۱۴)

معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جاہل شخص کہے کہ یہ قرآن ہے، خدا کا کلام، میں اسے مانتا ہوں اور یہ حدیث ہے، یہ میرے لئے واجب التعمیل نہیں ہے، تو اس شخص کو اُمت سے خارج کر دیا جائے گا۔ (۱۵) شیخ عبد الغنی محمد عبد الخالق نے لکھا ہے کہ سنت کے حجت ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر دلالت کرتی ہے۔ (۱۶)

حافظ جلال الدین سیوطی **مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة** میں منکر حجیت حدیث کے متعلق رقم طراز ہیں:

فاعلموا ارحمکم اللّٰہ ان من انکر کون حدیث النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قولاً کان أو فعلاً بشرط المعروف فی الأصول حجة کفر وخرج عن دائرة الإسلام وحشر مع الیهود والنصارٰی أو مع من شاء

اللہ من فوق الکفرۃ (۱۷)

خوب جان لو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی صحیح ثابت شدہ حدیث کے حجت ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہو گیا، دائرۂ اسلام سے نکل گیا اور کافر و ضال فرقوں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

مولانا محمد حنیف ندوی نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حجت شرعی ہونے کے بارے میں لکھا ہے:

یہ دلیل زیادہ فیصل اور یقین افروز ہے کہ وہ تمام مذاہب فقہی جن پر دوسری صدی کے اوائل سے لے کر تیسری صدی کے آخر تک مختلف مدارسِ فکر کی عمارتیں کھڑی کی گئیں اور جو پوری دنیائے اسلام کے لئے مشعل راہ رہے، ان میں سُنت قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔ سب نے اس کی حجت کو برابر مانا، یہی نہیں بل کہ شریعہ کی نہایت ضروری اساس قرار دیا۔ (۱۸)

مختصر اُردو دائرہ معارف اسلامیہ میں مقالہ ''سنة'' میں حجیتِ سنت کے زیر عنوان تحریر ہے کہ جمہور اہل اسلام کا اس امر پر اتفاق رہا ہے کہ شریعت اسلامی کے دو مآخذ ہیں، یعنی جو احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل یا تقریر کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں وہ بھی اسی طرح واجب التعمیل ہیں جس طرح خود قرآن کے ذریعے ثابت شدہ احکام۔ (۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو امت مسلمہ کے تمام بڑے گروہ حجتِ شرعی تسلیم کرتے رہے اور ہر عہد کے مسلمانوں کی اکثریت کا حجیت حدیث پر پختہ اعتقاد رہا۔ دراصل تمام ادوار کے مسلمان علماء قرآن اور احادیث دونوں کو دین میں حجت (Authority) سمجھتے رہے ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حزم (۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) نے لکھا ہے کہ اہل سنت، خوارج، شیعہ، قدریہ تمام فرقے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جو ثقہ راویوں سے منقول ہوں، برابر قابل حجت سمجھتے رہے، یہاں تک کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اجماعِ امت سے اختلاف کیا۔ (۲۰)

برصغیر پاک و ہند میں حجیت حدیث پر لٹریچر کا پس منظر

برصغیر پاک و ہند میں برطانوی سامراج کی یلغار نے جہاں مسلمانوں کو آزادی کی نعمت

سے محروم کیا وہاں اس نے اِس عرصۂ محکومیت میں ان کے مذہبی وثقافتی تشخص کو شدید نقصان پہنچایا۔ کبھی قادیانی نبوت کے قصرِ باطل کی تعمیر کی گئی تو کبھی ان کے نظام تعلیم کو تبدیل کرنے کے نام پر کذب والحاد کے کلچر کو عام کرنے کے مختلف منصوبے شروع کئے گئے۔ ہندوستان میں مسلمان اقلیت ہونے کے باوجود ایک طویل مدت تک مسندِ اقتدار پر متمکن رہے، اُن میں تمام نشیب وفراز کے باوجود دو باتیں ایسی تھیں جنہوں نے انہیں ہمیشہ دیگر اقوام پر غالب رہنے میں اہم کردار ادا کیا، یہ تھا اُن کا جذبۂ جہاد اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے محبت۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں مسلمانانِ برصغیر کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ایسے ایسے حربے استعمال کئے گئے جن کی وجہ سے وہ اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں باہمی چپقلش اور مختلف مذہبی اختلافات کے اثبات وتردید پر ضائع کرنے لگے۔ اس عہد میں فتنۂ قادیانیت کے علاوہ فتنۂ انکارِ حدیث کو بہت ہوادی گئی اور حکومتی سرپرستی نے اسے خوب پنپنے کا موقع دیا۔

انکارِ حدیث کے اسباب

فتنۂ انکار حدیث کے اسباب کو ڈاکٹر محمد عبداللہ نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اُن کے مطابق برصغیر میں اس فتنے کے اسباب داخلی بھی تھے اور خارجی بھی۔ (۲۱) ڈاکٹر موصوف نے چار داخلی اور دو خارجی اسباب مختلف علماء کی کتب کے اقتباسات سے اخذ کئے ہیں۔ راقم کے نزدیک اس فتنے کے اہم اسباب درج ذیل تھے:

۱۔ اس فتنے کا آغاز برصغیر میں انگریزوں نے انگریزی مدارس کے ذریعے کیا، چوں کہ اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے انگریز کے مراعات یافتہ تھے، اس لئے ان کی خوب سرپرستی کی گئی۔

۲۔ برطانوی راج کی علاقائی توسیع کے لئے تحریک استشراق (Orientalism) کا آغاز ہوا۔ انگریزوں نے مشرقی علوم کا صرف اس غرض سے مطالعہ کیا کہ وہ ایسے اعتراضات کو ہوا دے سکیں جن کے ذریعے دین کے متعلق کم معلومات رکھنے والوں کے ذہن میں تشکیک پیدا کی جاسکے۔ چناں چہ مستشرقین نے اسلام کے متعلق کتابیں لکھیں، ان میں سے اکثریت ایسے مصنفین کی تھی جو اسلام کے دشمن تھے، چناں چہ انہوں نے احادیث پر اعتراضات کئے اور انہیں خلاف عقل ثابت کرنے کی کوشش کی۔

۳۔انکارِ حدیث کا ایک اور سبب عقل انسانی پر انحصار تھا، عقلیت پسندوں (Rationalists) نے قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے جب اپنی عقل پر انحصار کیا تو انہوں نے بڑی ٹھوکریں کھائیں۔انسانی عقل تو خود وحی کی محتاج ہے لیکن جب وحی اور مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے لگا تو کئی حدیثوں کا انکار کرنا پڑا۔ایک طبقے نے تو احادیث کو تاریخ قرار دیا اور حجت شرعی ماننے سے انکار کردیا۔

۴۔بعض منکرین احادیث محض اپنی جہالت اور نامکمل مطالعے کے باعث احادیث کے انکار پر کمربستہ ہوگئے۔تفہیم احادیث کے لئے جن علومِ حدیث کی ضرورت تھی ان سے ناواقف تھے اور عربی زبان سے ناآشنا۔احادیث کے تراجم اور وہ بھی ناقص تراجم پر انحصار کرتے ہوئے احادیث پر اعتراضات کرنے لگے اور اس کی حجت کے منکر ہوگئے۔

برصغیر پاک وہند کے منکرینِ حدیث

تقسیمِ ہندوستان سے قبل اور اس کے بعد اس خطے کے بڑے بڑے منکرین حدیث درج ذیل ہیں:

۱۔سرسید احمد خان

سرسید برصغیر پاک وہند میں ایک مصلح (Reformer) کے طور پر بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ شروع میں صوفیہ کی مجالس میں بیٹھے، پھر اہل حدیث بنے اور ۱۸۵۰ء میں ''راہِ سنت اور ردّ بدعت'' کے عنوان سے ایک مضمون قلم بند کیا، اس دور میں ان کی مولانا محمد صدرالدین خان بہادر مرحوم سے اس پر بحث ہوئی کہ آیا آم کھانا بدعت ہے یا نہیں؟ بحث کے آخر میں سرسید نے کہا:

> قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کوئی شخص اس خیال سے آم نہ کھائے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا تو فرشتے اس کے بچھونے پر اس کے قدم چومیں۔(۲۲)

سرسید نے احادیث، کتبِ احادیث، اقسام حدیث، احادیث غیر معتمد اور قصص واحادیث وتفاسیر کے عنوان سے مقالات لکھے۔(۲۳) سرسید اپنی تصانیف میں احادیث کے حوالے دیتے تھے، انہوں نے احادیث کی صحت کا کلی طور پر انکار نہیں کیا، تاہم ایسی احادیث جو ان کے مدعا کے خلاف ہوتی تھیں اُن کی صحت کا انکار کرتے تھے۔احادیث کے بارے میں ان کا اپنا نقطہ نظر تھا۔

انہیں یہ شکایت تھی کہ انہیں منکرِ حدیث خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

جناب سید الحاج مجھ پر اتہام فرماتے ہیں کہ میں کل احادیث کی صحت کا انکار کرتا ہوں۔ **لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم**۔ یہ محض میری نسبت غلط اتہام ہے، میں خود بیسیوں حدیثوں سے جو میرے نزدیک روایتاً و درایتاً صحیح ہوتی ہیں، استدلال کرتا ہوں۔ (۲۴)

سرسید کے متعلق مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان علی گڑھی نے حدیث کی حجیت سے انکار کی آواز اٹھائی۔ (۲۵)

۲۔مولوی چراغ علی

نوابِ اعظم یار جنگ مولوی محمد چراغ علی سرسید احمد خان کے رفیق تھے۔ انہوں نے تہذیب الاخلاق میں ایسے مضامین لکھے جن میں احادیث کو مشکوک بنانے کی کوشش کی (۲۶) مولانا تقی عثمانی کے مطابق انکار حدیث کی آواز ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید خان اور ان کے رفیق مولوی چراغ علی نے بلند کی۔ (۲۷)

۳۔اسلم جیراج پوری

اسلم جیراج پوری نے احادیث کے خلاف بہت کچھ لکھا، وہ قرآن مجید کو تعلیم الٰہی کا مکمل مجموعہ سمجھتے ہیں اور احادیث کو قرآن کی طرح حجت تسلیم کرنے والوں کے متعلق اپنے تحیر کا اظہار یوں کرتے ہیں:

امت کے ان فرقوں پر تعجب آتا ہے جو حدیث کے مرتبہ کو قرآن کے برابر رکھتے ہیں۔ (۲۸)

اسلم جیراج پوری نے ''مقامِ حدیث'' کے بعض مباحث لکھے، یہ ایسی کتاب ہے جس میں کھل کر انکار حدیث کیا گیا۔ احادیث پر مستشرقین کے انداز میں اعتراضات کئے، اُن کے نزدیک کوئی حدیث بھی صحیح نہیں بل کہ سارا حدیث لٹریچر ظنی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

اصول بحث یہ ہے کہ حدیثیں تمام تر ظنی ہیں یعنی ان کا ثبوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یقینی نہیں ہے۔ (۲۹)

منکرینِ حدیث کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

جب سے حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی، اسی وقت سے اہل علم کی ایک جماعت ایسی ہوتی چلی آئی جو اس کی دینی حیثیت کی منکر رہی...... یہ اس کی دینی حجت تسلیم نہیں کرتے۔ دین خالص ان کے نزدیک سوائے قرآن کریم کے اور کچھ نہیں۔ حدیث کو وہ صرف دینی تاریخ قرار دیتے ہیں جس سے عہدِ رسالت اور زمانۂ صحابہ میں قرآن پر عمل کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی اور بس۔(۳۰)

۴۔ نیاز فتح پوری

نیاز فتح پوری نے بھی اسلام کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ احادیث کا صاف انکار کرتا تھے۔قرآن وسنت میں، درود شریف کا واضح حکم ہے لیکن وہ اس کے مخالف تھے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ درود نہیں لکھتے تھے۔کتبِ احادیث کے متعلق نیاز فتح پوری نے لکھا ہے:

بنوامیہ اور بنوعباس کے زمانے میں وضع احادیث کی ٹکسالیں قائم ہوگئیں اور لوگوں نے طمع وخوف کے زیر اثر لاکھوں حدیثیں اپنی طرف سے گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ خلفائے وقت کے اغراض پورے ہو گئے لیکن اسلام کے صحیح خط وخال بالکل چھپ گئے اور لوگ اسلام کا مطالعہ بجائے قرآن کے احادیث سے کرنے لگے اور پھر ان ہی حدیثوں کی بنیاد پر مذہبی کتابیں تصنیف ہونے لگیں، یہاں تک کہ لغویات ومزخرفات کا ایک انبار لگ گیا اور اس انبار کو سامنے رکھ کر اسلام پر اعتراضات ہونے لگے۔(۳۱)

۵۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی

مولوی عبداللہ چکڑالوی نے صریحاً حدیث کا انکار کیا اور فتنۂ انکارِ حدیث کی سلگتی ہوئی چنگاریوں کو آسمان سے باتیں کرتے ہوئے شعلوں میں بدل دیا۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے شخص ہیں جنھوں نے علوم سنت کی کھلی مخالفت کی۔(۳۲) عبدالقیوم ندوی نے اِس منکر حدیث کے متعلق یوں اظہار خیال کیا ہے:

حجیت حدیث کا کھلا انکار مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے کیا۔ اس سے پہلے

صراحتاً انکار ملحدین اور زنادقہ سے بھی نہ ہو سکا۔(۳۳)

۶۔مولوی احمد الدین امرتسری

احمد الدین نے بیان للناس کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔(۳۴)مولانا مودودی کے مطابق سرسید اور مولوی چراغ علی کے بعد انکار حدیث کا علم مولوی عبد اللہ چکڑالوی نے اٹھایا، اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑا اٹھایا۔(۳۵)

۷۔چوہدری غلام احمد پرویز

غلام احمد پرویز نے قرآن مجید سے متعلق ایک طویل عرصہ تفکر و تدبر کیا۔انہوں نے ''مفہوم القرآن'' کے نام سے قرآن مجید کا ترجمہ اور ''مطالب الفرقان'' کے عنوان سے تفسیر لکھی۔ان کے علاوہ لغات القرآن اور تبویب القرآن بھی تصنیف کیں۔انہوں نے ''مقام حدیث'' کے عنوان سے ۲۴۴صفحات پر مشتمل کتاب مرتب کی،(۳۶)جس کے چند مباحث حافظ محمد اسلم جیراج پوری کے تحریر کردہ تھے۔اس کتاب میں پرویز نے حدیث کی حجیت کا انکار کیا،انہوں نے احادیث کو ظنی علم قرار دیا اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے معانی بیان کئے۔انہوں نیماہ نامہ ''طلوع اسلام'' میں حدیث کے خلاف اپنے باطل نظریات بڑے مضبوط دلائل سے بیان کرنے کی کوشش کی۔پرویز نے ''معراج انسانیت'' میں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں انکار کیا ہے:

> یہ تصور قرآن کی بنیادی تعلیم کے منافی ہے کہ اطاعت اللہ کے سوا کسی اور کی بھی ہو سکتی ہے، حتیٰ کہ خود رسول کے متعلق واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بتلا دیا گیا ہے کہ اسے بھی قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے۔لہٰذا اللہ اور رسول سے مراد وہ مرکزی نظام اسلامی ہے جہاں قرآنی احکام نافذ ہوں۔(۳۷)

قرآنی احکام کا صریحاً انکار، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انوکھی تشریح و تعبیر، یاللعجب! پرویز کے خیالات کی تردید میں عبد الرحمان کیلانی نے ''آئینہ پرویزیت'' لکھی اور ان کے خود ساختہ نظریات کا ردّ کیا۔(۳۸)

۸۔سید مقبول احمد

انہوں نے ''فلسفۂ مذہب'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ایک ضمنی بحث کا عنوان

تھا''اسلام میں حدیث کا کیا درجہ ہے؟'' اس کتاب کے تتمے کے طور پر انہوں نے''مطالعہ حدیث''(۳۹)لکھی،اس میں انہوں نے احادیث پر تنقید کی۔انہوں نے ایک اور کتاب''مظاہرہ قرآن''کے عنوان سے لکھی ہے۔

۹۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق

برق نے اپنی تصنیف''دوقرآن'' سے بڑی شہرت حاصل کی۔اس کے بعد انہوں نے ۳۵۲ صفحات پر مبنی ایک کتاب لکھی جس کا نام''دواسلام''رکھا۔اس میں انہوں نے احادیث پر تنقید کی۔ اس کتاب میں انہوں نے حدیث میں تحریف، تدوین حدیث، چند دل چسپ راوی وصحابہ، کچھ ائمہ حدیث اور معتبر راویوں کے متعلق،تحریف احادیث کے اسباب، کتب احادیث پر تنقید، چند دلچسپ احادیث جیسے موضوعات پر تنقیدی نقطہ نظر سے اپنے خیالات پیش کئے۔اس کے علاوہ حدیث میں نماز کی صورت، بہترین عمل، اللہ کی عبادت، لفظ مغفرت کی تحقیق، مسئلہ شفاعت، قرآن سے متصادم احادیث، غلامی اور اسلام اور تقدیر پر بھی اظہار خیال کیا۔انہوں نے اس کتاب کے عنوان کی یوں وضاحت کی:

> اسلام دو ہیں: ایک قرآن کا اسلام جس کی طرف اللہ بلا رہا ہے اور دوسرا وضعی احادیث کا اسلام جس کی تبلیغ پر ہمارے اسّی لاکھ ملاّ قلم اور پھیپھڑوں کا سارا زور صرف کررہے ہیں۔آیئے ذرا اس''حدیثی اسلام''پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں۔(۴۰)

تاہم آخر میں انہوں نے ایک یہ عنوان قائم کیا:''صحیح احادیث کو تسلیم کرنا پڑے گا''لیکن جلد ہی انہوں نے اپنے سابقہ موقف سے اعلانیہ رجوع کیا،اور''تاریخ حدیث''کے نام سے ایک کتاب لکھی۔(۴۱)اس کتاب کے مطالعے سے منکرین حدیث کے تدوین احادیث سے متعلق تمام اعتراضات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

۱۰۔عبداللہ العمادی

انہوں نے''علم الحدیث''کے زیر عنوان ۹۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی، اس میں انہوں نے صرف قرآن ہی کو کافی قرار دیا۔رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کے بارے میں لکھتے ہیں:

> اگرچہ ہم کو بہت صاف لفظوں میں اعتراف ہے کہ اسلام کی تکمیل پر ان اقوال

وافعال کے وجود وعدم کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا ہے، اس کے لئے قرآن اور صرف قرآن کافی ہے۔(۴۲)

ڈاکٹر محمد عبداللہ نے مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ برصغیر میں انکارحدیث کے علم برداروں میں مولوی محبّ الحق عظیم آبادی، تمنا عمادی، قمرالدین قمر، علامہ مشرقی، حشمت علی لاہوری، مستری محمد رمضان (گوجرانوالہ)، محبوب شاہ (گوجرانوالہ)، خدا بخش، سید عمر شاہ گجراتی اور سید رفیع الدین ملتانی کے بھی نام گنوائے ہیں۔(۴۳) بعض دیگر مصنفین نے بھی احادیث کے بارے میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی نے ''مجمع البحرین'' کے عنوان سے شیعہ اور سنی مسالک کی متفق علیہ روایات کا انتخاب مرتب کیا۔(۴۴) انہوں نے ''مقام سنت'' کے نام سے ۱۴۰ر صفحات پر مبنی ایک کتاب لکھی، اس میں انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بارے میں لکھا:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو الگ الگ حیثیتوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو امیر المؤمنین تھے محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے اور دوسرے پیغمبر تھے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے۔ زندگی میں یہ دونوں اطاعتیں یک جا تھیں، لیکن بعد از وفات پہلی قسم کی اطاعت ختم ہو کر نائبین میں منتقل ہوگئی اور دوسری اطاعت قیامت تک کے لئے ''رسالت'' یعنی قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے دیا یا فرما دیا، اس میں کسی تغیر وتبدل کا امکان نہیں، لیکن دوسری حیثیت کے فرامین، ہر فرمان پر مقدم ہونے کے باوجود بہ جائے خود اس میں کسی تغیر وتبدل کا مکان نہیں، لیکن دوسری حیثیت کے فرامین، ہر فرمان پر مقدم ہونے کے باوجود بہ جائے خود متبدل ہیں اور وحی نہیں۔(۴۵)

چناں چہ مولانا پھلواروی کے نزدیک عمرانی، سیاسی، عدالتی، معاشی اور اخلاقی موضوعات پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ارشادات شرعی حجت نہیں ہیں، انہیں ہر دور میں بدلا جا سکتا ہے۔

برصغیر میں حجیت حدیث کے موضوع پر لٹریچر

برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے سر اٹھاتے ہی علمائے حق نے اس کی سرکوبی کے لئے سرتوڑ

کوششیں شروع کردیں۔ انہوں نے حجیت حدیث، ضرورت واہمیت حدیث اور تدوین حدیث کے موضوعات پر قلمی جہاد کیا اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کے مدلل جوابات اور حدیث وسنت کے متعلق ہر قسم کے شبہات کا ازالہ کیا۔ برصغیر میں حجیت حدیث کے بارے میں موجود لٹریچر کو مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا۔ تفاسیر قرآن میں ضرورت واہمیت اور حجیت حدیث پر مباحث۔

ب۔ کتب احادیث کے تراجم وشروح اور انتخاب احادیث کے دیباچے۔

ج۔ ضرورت واہمیت اور حجیت حدیث کے موضوع پر لکھی گئی کتب۔

د۔ حجیت حدیث سے متعلق لکھی گئی کتب کے تراجم۔

ہ۔ رسائل وجرائد کی سنت وحدیث پر خصوصی اشاعتیں۔

و۔ رسائل وجرائد کے عام شماروں میں حجیت حدیث پر مضامین ومقالات۔

ز۔ حجیت حدیث کے موضوع پر مختلف جامعات میں پیش کئے گئے تحقیقی مقالات۔

ح۔ حدیث کے موضوع پر مطبوعہ خطبات۔

ط۔ حجیت حدیث اور شعرائے کرام۔ ا

ا۔ تفاسیر میں حجیت حدیث پر مباحث

منکرینِ حدیث کی تحریریں منظر عام پر آئیں تو ہر مکتب فکر کے علماء نے ان کی تردید کی، چناں چہ اس دور کے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس موضوع پر اظہار خیال کیا ہے۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی سورۃ الروم کی آیت مبارکہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ کی تفسیر میں منکرینِ حدیث کا یوں ردّ فرماتے ہیں:

> یہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر منکرین حدیث کی اس جسارت پر غور کیجئے کہ وہ ''نماز پڑھنے'' کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نماز جو آج مسلمان پڑھ رہے ہیں یہ سرے سے وہ چیز ہی نہیں ہے جس کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے۔ اُن کا ارشاد ہے کہ قرآن تو اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیتا ہے، اور اس سے مراد نماز پڑھنا نہیں بل کہ ''نظام ربوبیت'' قائم کرنا ہے۔ اب ذرا ان سے پوچھئے کہ وہ کون سا نرالا نظام ربوبیت ہے جسے یا تو طلوع آفتاب سے پہلے قائم کیا جاسکتا ہے یا پھر زوال آفتاب کے بعد

سے کچھ رات گزرنے تک؟ اور وہ کون سا نظام ربوبیت ہے جو خاص جمعہ کے دن قائم کیا جانا مطلوب ہے؟ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اور نظام ربوبیت کی آخر وہ کونسی خاص قسم ہے کہ اسے قائم کرنے کے لئے جب آدمی کھڑا ہو تو پہلے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دھولے اور سر پر مسح کرے ورنہ وہ اسے قائم نہیں کرسکتا؟ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ اور نظام ربوبیت کے اندر آخر یہ کیا خصوصیت ہے کہ اگر آدمی حالت جنابت میں ہو تو جب تک وہ غسل نہ کرلے اسے قائم نہیں کرسکتا؟ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ ......وَلَا جُنُباً اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا اور یہ کیا معاملہ ہے کہ اگر آدمی عورت کو چھو بیٹھا ہو اور پانی نہ ملے تو عجیب وغریب نظام ربوبیت کو قائم کرنے کے لئے اسے پاک مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے اور منہ پر ملنا ہوگا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ اور کیسا عجیب نظام ربوبیت ہے کہ اگر سفر پیش آجائے تو آدمی اسے پورا قائم کرنے کے بہ جائے آدھا ہی قائم کرلے؟ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ یہ کیا لطیفہ ہے کہ اگر جنگ کی حالت میں ہو تو فوج کے آدھے سپاہی ہتھیار لئے ہوئے امام کے پیچھے نظام ربوبیت قائم کرتے رہیں اور آدھے دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہیں۔ اس کے بعد جب پہلا گروہ امام کے پیچھے ''نظام ربوبیت'' قائم کرتے ہوئے ایک سجدہ کرلے تو اٹھ کر دشمن کا مقابلہ کرنے لئے چلا جائے، اور دوسرا گروہ اس کی جگہ آکر امام کے پیچھے اس نظام ربوبیت کو قائم کرنا شروع کردے وَاِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ فَاَقَمْتَ لَھُمُ الصَّلٰوۃَ ...... فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ قرآن مجید کی یہ ساری آیات صاف بتارہی ہیں کہ اقامت صلوۃ سے مراد وہی نماز قائم کرنا ہے جو مسلمان دنیا بھر میں پڑھ رہے ہیں، لیکن منکرین حدیث ہیں کو خود بدلنے کے بہ جائے قرآن کو بدلنے پر اصرار کئے چلے جارہے ہیں۔ (۴۶)

مولانا مودودی آگے چل کر آیت مبارکہ (۴۷) کے الفاظ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے تفسیری نوٹ میں پھر منکرین حدیث کے باطل نظریات کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اس مقام پر یہ بات نگاہ میں رہنی چاہیئے کہ اقامت صلوٰۃ کا یہ حکم مکہ معظمہ کے اس دور میں دیا گیا تھا جب کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر جماعت کفار قریش کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی اور اس کے بعد بھی نو برس تک پستی رہی۔ اُسی وقت دور دور بھی کہیں اسلامی حکومت کا نام ونشان نہیں تھا۔ اگر نماز اسلامی حکومت کے بغیر بے معنیٰ ہوتی، جیسا کہ بعض نادان سمجھتے ہیں، یا اقامت صلوۃ سے مراد نماز قائم کرنا سرے سے ہوتا ہی نہیں بل کہ نظام ربوبیت چلانا ہوتا، جیسا کہ منکرین سنت کا دعویٰ ہے، تو اس حالت میں قرآن مجید کا یہ حکم دینا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ اور یہ حکم آنے کے بعد نو سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان اس حکم کی تعمیل آخر کس طرح کرتے رہے؟ (۴۸)

تفہیم القرآن میں مولانا نے معراج کے حوالے سے بھی منکرین حدیث کے اعتراضات کی تردید کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۴۹) مولانا مفتی احمد یار نعیمی ''تفسیر نور العرفان'' میں لکھتے ہیں کہ اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے، کیوں کہ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجے گئے جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے، وہ بے دین ہے۔ (۵۰)

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۹ میں لفظ ''الحکمۃ'' کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:

حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس کے سمجھنے سے ایک بہت بڑے فتنے کا اصولی ردّ ہو جائے گا۔ حکمت کہتے ہیں: وضع الأشياء على مواضعها ''ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا''، یہاں الحکمۃ کا لفظ جو مذکور ہے، اس سے مراد احکام قرآن کی ایسی تفصیل اور ان کا ایسا بیان ہے جسے جاننے کے بعد انسان ان احکام کی ایسی تعمیل کر سکے جیسے قرآن نازل کرنے والے خُدا کا منشاء ہے اور نبی کے فرائض میں صرف یہی نہیں کہ قرآن سکھا دے بل کہ اس کا صحیح بیان اور تفصیل بھی سکھائے تا کہ قرآن پر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عمل ہو سکے اور اسی حکمت یعنی بیانِ قرآن کو سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کہا جاتا ہے۔ دوسری متعدد آیات میں اس امر کی

وضاحت کردی گئی ہے کہ حکمتِ قرآن یعنی اس کا بیان نبی کا ذاتی اجتہاد نہیں ہوتا بل کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جاتی ہے، مثلاً ارشاد ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اللہ تعالیٰ نے آپ پر (اے نبی) کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جیسے قرآن کی اطاعت فرض ہے اسی طرح صاحبِ قرآن کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو گیا، جو سنت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے خیال کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنا ضروری یقین نہیں کرتے۔ (۵۱)

سورۂ نساء میں وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً (۵۲) کی تشریح کرتے ہوئے پیر صاحب رقم طراز ہیں:

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے رسول ہیں تو اب کون ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول تو تسلیم کرے اور آپ کی اطاعت سے منحرف ہو اور آیات بینات میں دور از کار تاویلات کرتا رہے۔ یہ تو یہود کا شیوہ تھا کہ بعض آیاتِ تورات جو اُن کی ہوائے نفس کے مطابق ہوتی تھیں انہیں مان لیا کرتے تھے اور دوسری آیات کا حسب منشاء مطلب گھڑ لیتے۔ بہر حال یہ امر واضح ہے کہ قرآن نے سنت مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی بے چون و چرا اطاعت کو بار بار اتنا دہرایا ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب یقین کرنے والے کے لیے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے انحراف کے سارے دروازے بند کر دیے ہیں۔ (۵۳)

پیر صاحب نے قرآن پاک کی متعدد آیات کی تفسیر میں حجیت و اہمیت حدیث کے موضوع پر اظہار خیال کیا ہے۔ انہوں نے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کی انتہائی مختصر مگر جامع تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

کتنا کھول کر بتا دیا کہ اللہ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول کا مطیع ہو۔ لاکھ کوئی دعویٰ کرے اطاعت الٰہی اور اتباع قرآن کا، وہ جھوٹا ہے جب تک اللہ کے رسول کریم کی سنت کا پابند نہ ہو۔ (۵۴)

سورۃ الانفال میں اطاعت خدا اور اطاعت رسول کی وضاحت فرماتے ہوئے منکرین

حدیث کو یوں دعوتِ فکر دیتے ہیں:

اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول عقائد اسلامیہ اور شریعت بیضا کا سنگ بنیاد ہے۔ اس کے بغیر نہ اسلامی عقائد کا پتہ چل سکتا ہے اور نہ شریعت کا...... تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو تعلیمات قرآنیہ کے علم بردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں، بل کہ اتباع قرآن کو ترکِ اطاعت رسول کی دلیل بناتے ہیں۔ وہ اپنی روش پر خود ہی نظر ثانی کریں، کیا وہ قرآن سے اس کے نازل کرنے والے کی منشا کے خلاف تو استنباط نہیں کر رہے؟ کیا وہ اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ اتباع قرآن تب ہی ہوسکتا ہے جب اس کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی قرآن کا ہی حکم ہے جو ایک بار نہیں سیکڑوں بار دیا گیا ہے۔ کیا قرآن کے اس صریح حکم کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو قرآن کا متبع کہہ سکتے ہیں۔(۵۵)

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مولانا مفتی محمد شفیعؒ ''معارف القرآن'' میں منکرین حدیث کے متعلق رقم طراز ہیں:

جو بے دین حدیث کا انکار کرتے ہیں اور رسول کی حیثیت صرف ایک قاصد کی بتلاتے ہیں (معاذ اللہ) ان کے سمجھنے کے لئے یہ جملہ بھی کافی ہے کہ رسول کے حکم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہی حکم قرار دیا، جس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنی صوابدید پر مصلحت کے مطابق کچھ احکام دے سکتے ہیں، ان کا وہی درجہ ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے دیتے ہوئے احکام کا ہے۔(۵۶)

مفتی صاحبؒ ایک اور مقام پر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام امت کو دیے ان میں سے ایک وہ ہیں جو قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہیں، دوسرے وہ جو صراحتاً قرآن میں مذکور نہیں، بل کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جداگانہ وحی کے ذریعے نازل ہوئے، تیسرے وہ جو آپ نے اپنے اجتہاد و قیاس سے کوئی حکم دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف کوئی حکم نازل نہیں فرمایا، وہ بھی بہ حکم وحی ہوگیا، یہ تینوں قسم کے احکام واجب

الاتباع ہیں، اور وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ میں داخل ہیں۔(۵۷)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی آیہ مبارکہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> آیت میں رد آ گیا اُن گم راہ فرقوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے مستلزم نہیں سمجھتے۔ آیت عصمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمون کو بھی واضح بیان کر رہی ہے کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی خطا و غلطی کا امکان ہوتا تو ان کی اطاعت عین اطاعت الٰہی کیسے قرار پاتی......فقہا نے اس آیت سے یہ بھی نکالا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی عین حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔(۵۸)

ب۔ کتبِ احادیث کے دیباچے

برصغیر پاک و ہند میں فتنہ انکار حدیث کا ابطال حدیث سے متعلق مختلف کتب کے تراجم، شروح، تاریخ اور انتخابات کے دیباچوں میں بھی ملتا ہے۔ جہاں ان مترجمین، شارحین، مؤرخین اور انتخاب کرنے والوں نے حدیث کی اصطلاحات کی وضاحت کی ہے، وہاں حدیث کی ضرورت اہمیت اور حجیت پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ سید محمود احمد رضوی نے ''فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری'' کے دیباچے میں حجیت حدیث کے متعلق لکھا ہے:

> ابتدائے اسلام سے لے کر اب تک تمام مسلمان حدیث کی حجیت کے قائل رہے ہیں، امت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں ہی دین کا جز اور شریعت کی اساس ہیں اور سنت کی پیروی بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآن حکیم کی۔ مگر اس پر آشوب دور میں جہاں اور فتنوں نے سر نکالا ہے، ایک فتنہ منکرین حدیث کا بھی ہے جو حجیت حدیث کے صرف منکر ہی نہیں، بل کہ اس کو عجمی سازش قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ دیباچے میں حجیت حدیث کے متعلق مختصراً گفتگو کی جائے۔(۵۹)

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی (۱۲۱۹ھ-۱۲۸۹ھ) مشکوٰۃ کی شرح ''مظاہر حق'' کے دیباچے میں حدیث کی حجیت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

انبیائے کرام کے ارشادات بھی قطعاً حجت ہیں، کیوں کہ جس شئے پر ایمان لانا ضروری اور لازم قرار دیا جارہا ہے وہ حجت ہوگی۔ اسی طرح نبی کے فیصلے اور احکام بھی حجت ہوں گے، کیوں کہ خدائے تعالیٰ کا بندوں کو بار بار حکم دینا کہ تم اپنے تمام نزاعات اور اختلافات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بناؤ اور ان کے فیصلوں کو تسلیم کرو، خود ان کی حجت کو ثابت کررہا ہے..... قرآن کریم کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام، ان کی تعلیمات وہدایات اور ان کے ارشادات جن کو ''حدیث'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، شریعت میں مستقل حجت ہے۔ لہٰذا اس کو ماننا اور اس کو واجب التسلیم جان کر اس پر عمل کرنا جزو ایمان ہے۔ اس سے اعراض کرنا یا اس کی حجیت سے انکار کرنا یا اس کو قابل ردّ جاننا کفر ونفاق اور ضلالت کو مستلزم ہے۔ (۶۰)

مولانا غلام رسول سعیدی اپنی کتاب ''تذکرۃ المحدثین'' میں حجیت کے متعلق قرآنی آیات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے افعال کا کس ذریعے سے علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لئے نمونہ بنایا ہے۔ پس جب تک حضور کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور جب کہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہے، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ کے لئے بہ نفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی، اسی طرح ہمارے لئے حضور کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول کو حضور کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونے کے لئے معتبر ماخذ نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر ناتمام رہے گی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایات کے لئے صرف قرآن کو کافی قرار نہیں دیا، بل کہ قرآن کے احکام کے ساتھ ساتھ رسول کے احکام کی اطاعت اور اس کے افعال کی اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے، اس کے اقوال وافعال کو جاننے کے لئے احادیث

کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔(۶۱)

مولانا سعیدی کے مطابق احادیث رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت ماننا اس لئے بھی ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کے تفصیلی احکام کا علم احادیث کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ ''قرآن کریم کے بیان کردہ ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کو یہ بیان زبانِ رسالت سے حاصل ہوا اور بعد کے لوگوں کے لئے یہی بیان احادیث نبویہ سے حاصل ہو رہا ہے اور جو شخص ان احادیث کو معتبر نہیں مانتا، اس کے پاس قرآن کریم کے مجمل اور مبہم احکام کی تفصیل اور تعیین کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے، ان کا ذکر صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا، دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا۔ ہمارے لئے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول کو حجت نہ مانا جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کے لئے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی''۔(۶۲) علامہ غلام رسول سعیدی نے جامع ترمذی مترجمہ مولانا محمد صدیق ہزاروی کے مقدمے میں ضرورت حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث اور حدیث کی اقسام واصطلاحات پر بحث کی ہے۔ مذکورہ بالا استدلال سے یہاں بھی ضرورت وحجیت حدیث کے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔(۶۳)

مولانا سعیدی قرآن کی تفہیم کے لئے احادیث کو لازم قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق قرآن مجید کے نفس مضمون کو سمجھنے کے لئے ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ضمن میں اُن کا یہ کہنا بجا ہے کہ ''اگر فہم قران کے لئے احادیث نبویہ کو ایک معتبر مآخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی''۔(۶۴) انہوں نے منکرینِ حدیث کے تدوین احادیث سے متعلق خیالات کی بھی تردید کی ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی نے ''معارف الحدیث'' کے عنوان سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جدید انتخاب اردو ترجمہ وتشریح کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے دیباچے میں ''دین میں حدیث وسنت کا مقام'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

> جو نئی نئی گم راہیاں ہمارے اس زمانے میں پیدا ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کچھ لوگوں نے جن کی آزادی پسند طبیعتوں کے لئے احکام شریعت کی پابندی

سخت گراں اور شاق ہے، یہ نعرہ لگانا شروع کیا ہے کہ دینی حجت بس قرآن ہی ہے، قرآن کے لانے والے رسول کا کام بس قرآن پہنچا دینا تھا۔ اب ہمارا کام بس قرآنی احکام کی تعمیل کرنا ہے، اس سے باہر اور اُس کے علاوہ کوئی چیز حجت دینی نہیں ہے، حتیٰ کہ رسول کا قول وفعل بھی دینی حجت اور واجب الاتباع نہیں ہے یعنی احادیث نبوی اور اسوہ حسنہ رسالت پر کسی دینی مسئلے اور کسی شرعی حکم کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔(۶۵)

منکرین سنت کے اس رویے پر مولانا نعمانی بڑے درد بھرے انداز میں لکھتے ہیں:

اگر چہ یہ واقعہ ہے کہ کسی ہستی کو اللہ کا نبی ورسول مان کر اس کی تعلیمات وہدایات اور اس کے اسوہ حسنہ کو دینی حجت اور واجب الاتباع نہ ماننا اس قدر مہمل اور ایسی غیر معقول بات ہے کہ اگر اس کے کہنے والے خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے ہوتے، اور ان کی یہ باتیں خود ان سے نہ سنی ہوتیں تو اس کا یقین کرنا بھی دشوار ہوتا کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسی مہمل بات بھی کہہ سکتا ہے۔(۶۶)

حبیب الرحمٰن الاعظمی نے ۱۶ر جمادی الاخری ۱۳۷۳ھ کو ''معارف الحدیث'' کے مقدمے میں قرآن پاک کی آیات اور صحابہ کرام کے واقعات کے ذریعے بڑے مؤثر انداز میں حدیث کے حجت ہونے سے متعلق دلائل پیش کئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے:

ہمارے خیال میں حدیث وسنت کے منکرین کی اصل غلطی یہ ہے کہ انہوں نے رسول کی اصل حیثیت اور اس کے صحیح مقام کو نہیں سمجھا ہے۔ اگر وہ مقام نبوت کے سمجھنے اور نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کرنے کے لئے قرآن ہی میں تدبر کریں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت صرف ایک پیغام بر اور پیغام رساں ہی کی نہیں بل کہ آپ مطاع، امام، ہادی، قاضی، حاکم، وغیرہ وغیرہ بھی ہیں۔ اور قرآن ہی نے آپ کی ان حیثیتوں کو بھی بیان کیا ہے۔(۶۷)

محمد فاروق خان جن کا تعلق کرپی، حمزہ پور پٹھان، سلطان پور (یو۔ پی) سے ہے، نے ۱۹۶۹ء میں ''کلام نبوت'' شائع کی جس میں مختلف احادیث کا ترجمہ اور ان کی شرح دی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں ۵۶ صفحات پر محیط مقدمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے منصب

نبوت، نبی کی عصمت، قرآن اور سنت، سنت کی حفاظت، کتابت، خبر واحد بھی دین میں حجت ہے، نبی کی غیر معمولی قابلیت وصلاحیت، وحی غیر متلو، سنت کا اتباع، روایت حدیث، درایت کا استعمال، چند شبہات اوران کا ازالہ کے عنوانات پر بحث کی ہے۔ حجت حدیث کے حوالے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک غلط فہمی کی تردید کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:

> احادیث کے سلسلہ میں ایک شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ اگر احادیث کا ذخیرہ مستند ہے اور اسے دین میں حجت کی حیثیت حاصل ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت حدیث پر پابندی کیوں لگادی تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وجہ سے یہ کثرت روایت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے وہ یہ ہرگز نہ تھی کہ وہ سنت کو دین میں کوئی اہمیت نہ دیتے تھے یا یہ کہ ان کے زمانے میں وضع حدیث کا کوئی فتنہ پیدا ہو گیا تھا۔ وجہ دراصل یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کے دور تک قرآن کریم کی عام اشاعت نہ ہوسکی تھی، اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضروری سمجھا کہ سارے لوگوں کو سب سے پہلے قرآن سے روشناس کرایا جائے اور ان باتوں سے بچایا جائے جن سے قرآن میں دوسری چیزوں کے ملنے کا اندیشہ ہو۔(۶۸)

مولانا راشد القادری نے ''انوار الحدیث'' کی ابتدا میں حجیت حدیث پر ایک تحقیقی مضمون لکھا ہے۔(۶۹) ڈاکٹر سعد صدیقی نے ''علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت'' کا دوسرا باب حجیت حدیث کے عنوان سے لکھا جس میں قرآن، حدیث اور اتباع صحابہ کرام کے معمولات سے متعدد دلائل کے ذریعے حدیث کو حجت ثابت کیا۔(۷۰)

ج۔ضرورت واہمیت اور حجیت حدیث کے موضوع پر کتب

برصغیر میں منکرین حدیث کے پھیلائے ہوئے شبہات کے ازالے کے لئے علمائے کرام نے حدیث کے ضرورت واہمیت اور اس کے حجت شرعی ہونے کے موضوع پر متعدد کتب لکھیں۔ ان میں حنفیوں کے علاوہ اہل حدیث علماء بھی شامل ہیں۔ان کتب نے عوام الناس میں انکار حدیث کی بیماری کو پھیلنے سے روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ جن فاضل حضرات نے اس موضوع پر مستقل کتب یا رسائل تحریر کئے ان کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے، اگرچہ راقم نے اپنے طور پر بڑی کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایسی کتب کا یہاں ذکر کیا جائے، تاہم پھر بھی کئی اہم کتب کا ذکر

رہ جانے کا احتمال ہے۔

ا۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء)

مولانا مودودی اورنگ آباد حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے، انہوں نے کسی دینی درس گاہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، بل کہ ان کی تعلیم وتربیت کا گھر پر ہی اہتمام کیا گیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد صحافت کے پیشے سے منسلک ہوگئے۔ کثرت مطالعہ کے باعث ایک جدید مفکر کی حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۱ء میں پٹھان کوٹ میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اور ''ترجمان القرآن'' کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ مولانا نے چھ جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' تیس برس میں مکمل کی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں ''سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھی۔ انہوں نے دیگر کئی اسلامی موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں اسلامی ریاست، خلافت وملوکیت، تفہیمات، سود، پردہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مولانا مودودی نے اپنی زندگی میں جن فتنوں کے خلاف جہاد کیا ان میں سے ایک فتنہ انکار حدیث تھا۔ قیام پاکستان سے قبل انہوں نے ''ترجمان القرآن'' میں منکرین کے شبہات کے ازالے کے لئے چند مضامین لکھے تھے۔ مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ سنت کی اہمیت اور منکرین حدیث کے ردّ میں لکھے گئے پانچ مضامین کو غلام محمد نے کتابی صورت میں مرتب کیا اور ''قرآن اور حدیث'' کے نام سے کراچی سے طبع کروایا۔ آغاز میں انہوں نے دیباچہ بھی لکھا جس میں ان مضامین کے متعلق لکھا:

> ۱۹۳۳ء میں ہندوستان کے مسلمان ایک شدید فتنے سے دوچار ہوئے اور وہ انکار حدیث کا فتنہ تھا۔ ردّ میں مولانا مودودی نے ترجمان القرآن میں چند مضامین لکھے تھے۔(۷۲)

ان مضامین میں پہلا مضمون ''اتباع واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ۱۳۵۳ھ/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے شمارہ میں چھپا تھا، جو درحقیقت مولانا حافظ محمد اسلم جیراج پوری کی کتاب ''تعلیماتِ قرآن'' پر تنقید تھی۔ دوسرا مضمون ''رسالت اور اس کے احکام'' چوہدری غلام احمد پرویز کے ایک مکتوب میں اٹھائے گئے اعتراض کے ازالے کے لئے لکھا گیا۔ تیسرا مضمون ''حدیث اور قرآن''

دفتر امت مسلمہ امرتسر سے شائع ہونے والے رسالے ''میں منکر حدیث کیوں ہوا'' کی تردید میں لکھا گیا۔ چوتھے مضمون کا عنوان ''حدیث کے متعلق چند سوالات'' اور آخری مضمون ''قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے زیر عنوان لکھا گیا ہے۔ دیباچے میں مرتب نے لکھا:

> کتاب اللہ کے بعد جو چیز دین میں ہمیشہ حجت سمجھی گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر معنوی ربط رکھتی ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں ''یک جان دو قالب'' کا مصداق ہیں۔(۷۳)

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے منکرین حدیث کے ردّ میں تفصیلاً اس وقت لکھا جب غلام احمد پرویز صاحب کی فکر کے ترجمان ڈاکٹر عبد الودود نے ان سے مراسلت کی اور مولانا مودودی کو مختلف اعتراضات وسوالات پر مبنی مکتوبات لکھے۔ ان خطوط کی عبارت اور ان کے مفصل جوابات کو ''ترجمان القرآن'' کے خاص شمارے ''منصب رسالت نمبر'' میں اکتوبر ۱۹۶۱ء میں شائع کردیا گیا۔(۷۴) اس خاص نمبر پر تبصرہ کرتے ہوئے عامر عثمانی ایڈیٹر ماہ نامہ ''تجلی'' دیوبند نے لکھا تھا:

> مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی خارا شگاف تنقید، اسلام ہی کے نام پر اسلام کو ملیامیٹ کرنے کی جو تحریک اہل قرآن کے لیبل سے چلائی جارہی ہے اس کے ایک ایک بخیے کو ژوف نگاہی، فراست اور آہنی استدلال کے ساتھ ادھیڑا گیا ہے۔(۷۵)

ڈاکٹر محمد عبد اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

> منصبِ رسالت نمبر کی یہ انفرادیت ہے کہ حدیث کے بارے میں منکرین حدیث کے قریباً تمام شبہات اور اعتراضات کا ردّ اور مدلل جواب اس نمبر میں موجود ہے۔ حجیت حدیث پر زوردار دلائل اور روانی زبان نے اس خصوصی نمبر کی اہمیت کو دوچند کردیا ہے۔(۷۶)

مولانا ابو الاعلیٰ نے ۳۰ر جولائی ۱۹۶۱ء کو دیباچے میں اس خاص نمبر کی اشاعت کا پس منظر ا تے ہوئے تحریر فرمایا:

> اس وقت جن مضامین کا مجموعہ ''ترجمان القرآن'' کے ایک خاص نمبر کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے اور ان شاء اللہ کتابی صورت میں شائع ہوگا، وہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں پوری مراسلت یک جا کردی گئی ہے جو سنت کی آئینی حیثیت

کے بارے میں میرے اور ڈاکٹر عبد الودود صاحب کے درمیان ہوئی تھی اور دوسرے حصے میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے ایک رکن کا ایک فیصلہ نقل کیا جارہا ہے اور میں نے اس پر مفصل تنقید کی ہے۔(۷۷)

''منصب رسالت نمبر'' کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہونے والی اشاعت خصوصی اگست ۱۹۶۳ء میں ''سنت کی آئینی حیثیت'' کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہوئی۔(۷۸) مارچ ۲۰۰۰ء تک اس کتاب کے ۲۰ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور قریباً ۲۶۰۰۰ کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ اس کا شمار اردو زبان کی کثیر الاشاعت کتب میں ہوتا ہے۔ کتاب کے شروع میں ناشر نے لکھا:

مولانا موصوف نے جس شان دار طریقے سے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی مدافعت کی ہے اور اس کو جس واضح اور منقح شکل میں پیش کیا ہے، موجودہ زمانے میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔(۷۹)

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا کے مطابق اس کتاب میں سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنے مخصوص تفہیمانہ اور داعیانہ انداز میں منکرین حدیث کے عقائد وافکار کا جائزہ اور اعتراضات کا شافی جواب پیش کیا ہے۔(۸۰) مولانا مودودی نے اپنی اس تصنیف میں منکرینِ سنت کے اعتراضات کا بڑا مدلل جواب دیا ہے اور ڈاکٹر عبد الودود کے اٹھائے گئے سوالات پر مفصل گفتگو کی ہے۔ ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جز قرار دیتے ہیں، چناں چہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اس (وحی غیر متلو) پر ایمان لانا دراصل ایمان بالرسالت کا ایک لازمی جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے علاوہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا جو حکم دیا ہے وہ خود اس بات کا مقتضی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایت دیں اس پر ایمان لایا جائے، کیوں کہ وہ من جانب اللہ ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۸۱) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ اطاعت کی''۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (۸۲) ''اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے''۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (۸۳) ''یہ انبیاء وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے، پس تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔(۸۴)

مولانا کا یہ استدلال بڑا منطقی ہے کہ متعدد ایسے انبیاء گزرے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل

نہیں کی گئی۔ کتاب تو کبھی نبی کے بغیر نہیں آئی ہے لیکن نبی کتاب کے بغیر بھی آئے ہیں اور لوگ ان کی تعلیم و ہدایت پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے پر اسی طرح مامور تھے جس طرح کتاب اللہ پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔(۸۵)

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر ہے اور ہمیشہ سے علمائے حق فتنۂ انکار سنت کے خلاف لسانی و قلمی جہاد میں مصروف عمل رہے ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کسوٹی سمجھتے ہیں جس کی مدد سے کفر و اسلام میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی و اطاعت کو مدار کفر و اسلام قرار دیا ہے، لہٰذا جہاں یقینی طور پر معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں چیز کا حکم دیا ہے یا فلاں چیز سے روکا ہے یا فلاں معاملہ میں یہ ہدایت دی ہے وہاں تو اتباع واطاعت سے انکار لازماً موجب کفر ہوگا۔ لیکن جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کا یقینی ثبوت نہ ملتا ہو، وہاں کم درجے کی شہادتوں کو قبول کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف ہو سکتا ہے...... اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہو، تب بھی میرے لئے سند و حجت نہیں، اس کے کافر ہونے میں قطعاً شک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک سیدھی اور صاف بات ہے جسے سمجھنے میں کسی معقول آدمی کو الجھن پیش نہیں آسکتی''۔(۸۶)

''سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینی حیثیت'' کا دیباچہ لائقِ مطالعہ ہے جس میں مولانا نے فتنۂ انکار سنت کی پوری تاریخ کو اختصار سے بیان کیا ہے۔ خوارج اور معتزلہ کا انکار حدیث ان کے اس فتنے کی سرکوبی کے لئے امت مسلمہ کی کوششیں اور پھر عرصۂ دراز تک اس کا دوبارہ سر نہ اٹھا سکنے کا تذکرہ ہے۔ مولانا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے برصغیر میں اس کے از سر نو احیا کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> اس طرح فنا کے گھاٹ اتر کر یہ انکار سنت کا فتنہ کئی صدیوں تک اپنی شمشان بھومی میں پڑا رہا، یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں وہ پھر جی اٹھا۔ اس نے پہلا جنم عراق میں لیا تھا، اب یہ دوسرا جنم اس نے ہندوستان میں لیا۔ یہاں اس کی ابتدا کرنے والے سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے۔ پھر

مولوی عبد اللہ چکڑالوی اس کے علم بردار بنے، اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ پھر مولانا اسلم جیراجپوری اسے لے کر آگے بڑھے اور آخر کار اس کی ریاست چوہدری غلام احمد پرویز کے حصے میں آئی۔ جنہوں نے اس کو ضلالت کی انتہاء تک پہنچادیا۔(۸۷)

"Sunnet in Anayasal Konumu" کے نام سے اس کتاب کا ترجمہ ترکی زبان میں ۱۹۹۷ء میں قونیہ سے طبع ہو چکا ہے۔(۸۸)

۲۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (۱۹۱۸-۱۹۹۸ء)

پیر صاحب کا شمار برصغیر پاک و ہند کے صف اول کے علماء و مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۲۱/رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ بہ مطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں صوفیہ ایک کے خاندان میں آنکھ کھولی۔ اپنے آبائی وطن میں حصولِ علم کی منازل طے کرنے کے بعد صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحبِ تفسیر خزائن العرفان سے مراد آباد جا کر حدیث پاک کی تعلیم مکمل کی۔ آپؒ اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے جامعہ الازہر قاہرہ تشریف لے گئے جہاں محمد مصطفیٰ شلبی، محمد ابو زہرہ اور احمد زکی جیسے جید علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ تحصیل علم کے بعد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں ایک منفرد نصاب متعارف کرایا جو دینی و دنیوی علوم کا حسین امتزاج ہے۔ آپ نے پانچ جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کے نام سے لکھی جو عصر حاضر کی تفاسیر میں منفرد مقام رکھتی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری حصے میں اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھی جو سات جلدوں میں ہے۔ آپ نے ''ضیائے حرم'' کے نام سے ایکماہ نامہ جریدہ جاری کیا جس کا اداریہ ''سر دلبراں'' انتہائی فکر انگیز، نصیحت آموز اور عصری قومی و بین الاقوامی مسائل اور ان کے حل پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ نے طویل عرصے تک وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلنٹ بنچ میں بہ طور جج بھی خدمات سرانجام دیں۔(۸۹)

قبلہ پیر صاحب نے اپنے تصنیفی سفر کا آغاز اپنی مشہور و معروف کتاب ''سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم'' سے کیا۔ یہ کتاب فتنہ انکارِ سنت کا مسکت جواب ہے، جس میں منکرین سنت حضرات کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے اور ان کے شبہات و اعتراضات کے قرآن و سنت کی روشنی میں تسلی بخش جوابات دیے گئے ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب ۱۹۵۱ء میں آپ نے مصر تشریف لے جانے سے

قبل مرتب کر لی تھی، جس کا انداز مناظرانہ تھا۔ اس کا سببِ تصنیف آپ کی ادارہ طلوع اسلام کے ناظم اعلیٰ سے مراسلت تھی، لیکن جب آپ جامعہ الازہر کے علمی ماحول سے روشناس ہوئے تو اپنے مسودے میں ضروری ترمیم کر کے اسے ایک علمی کتاب بنا دیا جو پاکستان کی مختلف جامعات کے نصاب میں بھی داخل رہی ہے۔ (۹۰) ۲۷۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۵۵ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔(۹۱)

سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش لفظ پیر صاحب کے شیخِ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الدین سیالوی کا تحریر کردہ ہے جنہوں نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے تحریر فرمایا:

مجھے قارئین کرام کی خدمت میں ایک ایسی کتاب پیش کرتے ہوئے قلبی مسرت ہو رہی ہے جو اپنے انداز بیان میں دل فریب اسلوب نگارش میں انوکھی اور شکوک وشبہات کے رد میں نہایت بے باک ہے اور جس کا دامن قوی دلائل سے بھرپور ہے۔ جس میں ایک ہول ناک سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے جس کے تار و پود کو انتہائی دقت اور عجیب سبک دستی سے بنا جا رہا ہے اور جس پر کمال مہارت سے ایک نظر فریب اور دل کش ملمع کیا جا رہا ہے۔ اس سے میرا مدعا وہ ناپاک سازش ہے جو سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طاہرہ کے خلاف ہو رہی ہے۔(۹۲)

حافظ محمد سجاد تترالوی اپنے مضمون ''منکرین حدیث وسنت کے ردّ میں سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ'' میں رقم طراز ہیں:

پیر محمد کرم شاہ کی یہ شان دار کاوش اردو ادب میں ایک شاہ کار کی حیثیت رکھتی ہے۔ عقیدت ومحبت اور جذبۂ اطاعت وفرماں برداری سے معمور کتاب جہاں ایک طرف انکارِ حدیث وسنت کے علمی وفکری پس منظر سے آگاہ کرتی ہے وہاں دوسری طرف ان اعتراضات کا مدلل اور منطقی جواب بھی فراہم کرتی ہے جس سے حدیث وسنت کے باب میں شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔(۹۳)

پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا اس مایہ ناز تصنیف کے متعلق اپنی محتاط رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

پیر صاحب نے اپنے خاص علمی اور ادبی رنگ میں ڈوب کر یہ کتاب تحریر کی ہے اور

> بعض مباحث کے بارے میں اپنے خاص مسلک سے ہٹ کر خالص تحقیقی انداز میں قلم اٹھایا ہے۔(۹۴)

اگرچہ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ طالب علمی میں لکھی تھی لیکن آپ کی تبحر علمی، ژرف نگاہی، وسعت مطالعہ، تحقیق وتدقیق، منطقی استدلال اور سب سے بڑھ کر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی محرک اس کتاب کے ہر عنوان بل کہ ہر جملے سے عیاں ہے اور آپ کا منفرد طرز نگارش اس کتاب میں بھی پورے عروج پر نظر آتا ہے جو بعد میں ضیاء القرآن، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' کے اداریوں کی صورت میں منصۂ شہود پر آیا اور داد وتحسین کا مستوجب ٹھہرا۔ غلام مصطفیٰ قادری لکھتے ہیں:

> کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ کتاب ایک منجھے ہوئے صاحب دانش کی سال ہا سال کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے، حال آں کہ آپ کی یہ اس زمانہ کی کاوش ہے جب آپ جامعۃ الازہر مصر میں تحصیل علم اور اکتساب فیض کی منازل طے کر رہے تھے۔(۹۵)

سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابتدائیہ اردو ادب کی شاہکار تحریروں میں شامل کیا جاتا ہے۔ راجہ رشید محمود نے ظہورِ قدسی کے حوالے سے نعتیہ نثر پارے جمع کیے تو پیر صاحب کی اس تحریر کو ان میں شامل کیا۔(۹۶) پروفیسر سید مقصود حسین راہی اس کتاب کا پہلا پیراگراف نقل کرنے کے بعد اس کی ادبیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

> کہیے کیسی رہی ایسی حسین عبارت، اتنا خوب صورت انداز، ایسی جمال بخش اور پر کیف عبارت، ایسی روح افزا اور دل پذیر الفاظ میں لپٹی ہوئی حقیقت نگاری، اسلام اور صاحب اسلام کے لئے گھنگھور گھٹا کا استعارہ پھر اس گھٹا سے مرتب ہونے والے عالم گیر اثرات، اللہ اللہ۔(۹۷)

سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام چار ابواب پر مشتمل ہے، شروع میں آغاز سخن کے عنوان سے مقدمہ تحریر کیا گیا ہے، جس میں فتنہ انکار سنت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ منکرین سنت کی شاطرانہ تکنیک اور عوام الناس کے ذہنوں میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے ان کے ہتھیاروں کو پیر صاحب نے مندرجہ ذیل چار نکات میں بیان فرمایا ہے:

۱۔ وہ اس خیال کو دلوں میں جاگزیں کر دینا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم اور سنت نبوی دو متضاد

چیزیں ہیں۔ان میں باہمی بُعد، تباین اوراختلاف ہے۔ایک پرعمل کرنے سے دوسرے پرعمل نہیں ہوسکتا، اس لئے بہ جائے اس کے کہ قرآن کو چھوڑ کر حدیث پرعمل کیا جائے، یہ ضروری ہے کہ حدیث کومتروک قرار دے کرقرآن پرعمل کیا جائے۔

۲۔وضعی قوانین، جوانسان کی محدوداوراپنے مخصوص ماحول سے متاثرعقل کی پیداوار ہوتے ہیں کیوں کہ انہیں استقراراور دوام نصیب نہیں ہوتا، وہ ہرلحظہ بدلتے رہتے ہیں۔اس نظریہ تطور کو جوانسان کے وضع کردہ قانون کی جوہری صفت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر چسپاں کیا جاتا ہےاور یہ ثابت کرنے کے لئے وہ اپنا انتہائی زورصرف کررہے ہیں کہ تشریع قوانین میں نبوت ورسالت کا وہی مقام ہے جوکسی ملک کی مجلس قانون ساز کا ہوتا ہے، نبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حیثیت ہے جومجلس قانون ساز کےکسی رکن کی یازیادہ سے زیادہ کسی سلطنت کے حاکم اعلیٰ کی ہوتی ہے۔اس لئے نبی کے اقوال بھی صرف ایک خاص زمانے کے لئے مفید ہیں،اس کے بعدان کا ترک کرنا ناگزیر ہوجاتا ہے۔

۳۔ایک زمانے میں وضع حدیث کی جووبا پھوٹی تھی اورجس کوالوالعزم علماء کی مسلسل وپیہم کوششوں نے ابدی نیند سلادیا تھا، اس کچلی ہوئی مردہ تحریک کوسند قرار دے کراحادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے تمام ذخیرے کوموضوع وناقابل اعتماد قرار دینے کی سعی کی جارہی ہے۔

۴۔اسلام کے ان علماء وفضلاء جن پرعلم ودانش نازاں ہیں، جن کی جرأت وبے باکی، استغناوبے نیازی پرانسانیت فخر کررہی ہے، جن کے اخلاص وللّٰہیت کی قسم فرشتے کھاسکتے ہیں، ان علماء پر یہ اتہام لگانے میں اپنازور بیان صرف کیاجارہاہے کہ وہ جاہل تھے،قرآن کریم میں تحریف کیا کرتے تھے، اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی روایتیں منسوب کرتے تھے۔ انہوں نےقوم کےقوائےعملیہ وعقلیہ کوجھوٹی حدیثیں سناسنا کرمفلوج کردیا تھا۔

پیرصاحب کے نزدیک یہ وہ چارستون ہیں جن پرمنکرین سنت کےاستدلال کی عمارت قائم ہےاور یہ ان کامرکزی نقطہ فکر ہے،جس کے گردان کی جدلی منطق گردش کرتی ہے۔(۹۸)

اس کتاب کے پہلے باب میں فاضل مصنف نے ان دلائل وبراہین کا جائزہ لیا ہے جو منکرین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔دوسراباب چارفصول پرمشتمل ہے،اس میں تدوین حدیث کے سلسلے میں مختلف ادوار میں کی جانے والی کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔باب سوم میں سنت اوراس کی تشریعی اہمیت کے موضوع پرسیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔چوتھے باب کودوفصول میں

تقسیم کر کے منکرین حدیث کے اعتراضات کا نشانہ بننے والی احادیث بیان کی گئی ہیں اور تمام اعتراضات کا دلائل و براہین سے رد کیا گیا ہے۔

پیر صاحب نے بڑے موثر انداز میں اہمیت سنت کو واضح کیا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن وسنت لازم وملزوم ہیں، کسی ایک کو چھوڑ کر دوسرے پر اکتفا کرنا درست نہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> کیوں کہ قرآن وسنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہے۔ دین کے متعلق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تعلیم دی اس میں اپنی خواہش اور ارادے کا کوئی دخل نہیں، بل کہ سب اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہ نمائی کے مطابق ہے۔(۹۹)

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآنی حکم کی وضاحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> خاتم الانبیاء، اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، قرآن کریم کی جو تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ بھی اپنے رب کے حکم سے فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا بھی ویسے ہی حکم دیا جیسے قرآن کی اطاعت کا حکم دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآن کو یاد کرنے کی تاکید فرمائی اسی طرح اپنی سنت کو محفوظ رکھنے کی بھی رغبت دلائی۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام نے قرآن کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی واجب العمل یقین کیا۔ وضع واختلاط سے اس سرچشمۂ حیات کو محفوظ رکھنے کے لئے علمائے کرام نے اپنی عمریں صرف کر دیں اور نقد وبحث کے وہ قواعد وضوابط وضع کئے جو آج بھی جویان حق کے لئے چراغ راہ کا کام دے رہے ہیں۔(۱۰۰)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی دیگر تصانیف میں بھی فتنہ انکار سنت کے خلاف قلمی جہاد کے فریضے کو بہ طریق احسن ادا فرمایا ہے۔ اپنے ایک مقالے بہ عنوان ’’اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں‘‘ میں بڑے دل نشین انداز میں منکرین سنت کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا یوں درس دیتے ہیں:

> ان حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے منکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کلام پاک میں، جسے وہ بھی قیامت تک کے لئے غیر تغیر پذیر مانتے ہیں اور اس کی مقرر کردہ جزئیات کو بھی غیر متبدل تسلیم کرتے ہیں،

یہ فرماتا ہے:

گناہوں کی آمرزش چاہتے ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

میری محبت کے دعوے دار ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

جنت کے طلب گار ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

میرے محبوب بننا چاہتے ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

میرے دامنِ رحمت میں پناہ لینا چاہتے ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

اور جس وقت تمہیں خطۂ زمین میں غلبہ وتمکین عطا فرماؤں اور تم مجالسِ دستور ساز میں وضع آئین وقوانین کے لئے اکٹھے ہوتو میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

ورنہ قیامت کے دن ہونٹ کاٹو گے، اپنے تمردوسرکشی پر پچھتاؤ گے، اپنے وجود تک سے بیزاری کا اظہار کروگے لیکن کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔(۱۰۱)

یہ مقالہ بھی درحقیقت سنت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ماخوذ ہے۔ ڈاکٹر محمد عبد اللہ اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں عالمانہ اور محققانہ انداز سے حجیت حدیث کے تفصیلی دلائل دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے منکرین حدیث کے اعتراضات کے جواب میں جو عالمانہ اور فاضلانہ انداز اختیار کیا ہے، وہ منفرد اور لاجواب ہے۔(۱۰۲)

۳۔مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ (۱۳۱۴ھ/۱۸۹۵ء-۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء)

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السلفی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں ڈھونیکے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی مولانا محمد ابراہیم سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا عبدالجبار عمرپوری، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور حافظ عبدالمنان سے اکتساب فیض کیا، انہوں نے مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا بلند پایہ عالم دین اور پرجوش خطیب تھے۔ مولانا سلفی سید داؤد غزنوی کے انتقال کے بعد جمعیت اہل حدیث کے امیر رہے۔(۱۰۳) انہوں نے حدیث کی حجیت اور منکرین حدیث کی تردید کے لئے چند

مقالات لکھے، ان کے چار مقالات ان کی وفات کے بعد ''حجیت حدیث'' کے عنوان سے طبع ہوئے۔اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوارقم طراز ہیں:

> حجیت حدیث کے اثبات اور منکرینِ حدیث کے افکار کے ابطال پر قابل فخر کتاب ہے۔ یہ کتاب معلومات کی وسعت، افکار کی ندرت و پختگی، خصم کی بیخ کنی اور گوش مالی کے ساتھ ساتھ اسلوب کا شاہ کار ہے۔(۱۰۴)

ان مقالات میں پہلا مقالہ ''حدیث کی تشریعی اہمیت'' ہے۔اس میں حدیث وسنت کے باب میں منکرین حدیث کی طرف سے پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ دوسرا مقالہ ''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' ایک تنقیدی جائزہ ہے، جس میں مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ یہ دونوں مقالات الگ الگ کتابچوں کی شکل میں بھی شائع ہوئے تھے۔تیسرا مقالہ ''سنت قرآن کے آئینے میں'' ہے، جس میں قرآن مجید کی روشنی میں حجیت حدیث کا اثبات کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ بھی پہلے الگ کتابی شکل میں چھپا تھا۔ چوتھا مقالہ ''حجیت حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں'' ایک اچھوتی کاوش ہے، جس میں آیات قرآنیہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے چند پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔

ان چاروں مقالات میں مولانا سلفی نے منکرین حدیث کے باطل نظریات کی تردید کی ہے اور حجیت حدیث کا اثبات بڑے زوردار انداز میں کیا ہے۔ان کے نزدیک قرآن کریم کی صحیح تفہیم کے بعد انکارِ حدیث کا امکان ہی نہیں رہتا۔اپنے مؤخر الذکر مقالے میں مولانا رقم طراز ہیں:

> میری ناقص رائے یہ ہے کہ انکارِ حدیث کی راہ دراصل قرآنِ عزیز میں صحیح فکر کے فقدان سے پیدا ہوئی ہے۔قرآن حکیم کا طالب غور اور تدبر سے قرآن حکیم کا مطالعہ کرے تو اسے یقین آجائے گا کہ قرآنِ عزیز کو کتاب اللہ اور کلام اللہ ماننے کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا انکار ممکن ہی نہیں۔ یہ بحث تو ہوسکتی ہے کہ فلاں حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا نہیں، نیز یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی چھان پھٹک کے لئے کون سے قواعد اور اصول زیادہ کارآمد ہوسکتے ہیں؟ لیکن کسی روایت کو حدیث تصور کر لینے کے بعد یہ بحث قطعی بے جا ہے کہ آیا حدیث حجت ہے یا نہیں؟(۱۰۵)

مولانا سلفی کے نزدیک منکرینِ حدیث اسلام کے بنیادی مآخذ سے استفادہ کرنے کے قابل نہ تھے۔ اُن کا دینی علم ثانوی مراجع اور مستشرقین کی تحریروں پر مبنی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی جہالت کے باعث انہوں نے حدیث کو حجت تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اس حقیقت کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> حدیث کی حجیت کا انکار زمانہ جہل کی پیداوار ہے۔ انکارِ حدیث کی ابتدا اُن لیڈر منش علماء کی طرف سے ہوئی جو انگریزی تعلیم اور انگریز بہادر کی پیداوار ہیں۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی کے علاوہ یہ تمام حضرات عموماً اسلامی علوم کو انسائیکلو پیڈیا سے حاصل کرنے کے عادی ہیں۔ یہ قرآن کریم کی تاریخ اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی سیرت کو مسٹر نکلسن سے سیکھنا انتہائی تحقیقات تصور کرتے ہیں۔ ان کی اکثریت ایسی ہے جنہوں نے اسلامی علوم کو اسلامی ماخذ سے حاصل نہیں کیا، بل کہ اسلامی علوم کو یورپین مستشرقین اور انگریزی زبان کے توسط سے سیکھا ہے۔ (۱۰۶)

ایک اور مقام پر منکرین حدیث کے انکار حدیث کا سبب ان کے جہل اور احساسِ کمتری کو گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

> انکارِ حدیث احساس کمتری کی پیداوار ہے جس نے گریز پائی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ جب یہ حضرات کسی مخالف کا اعتراض سنتے ہیں تو چوں کہ یہ قرآن وسنت اور اس کی مآخذ سے واقف نہیں اور اس کی توجیہ سے ان کا ذہن قاصر ہوتا ہے، اس لئے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ نصوص کا انکار کر دیں اور احادیث کے متعلق تو وہ یہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ (۱۰۷)

چوں کہ مولانا ابراہیم سلفی مرحوم کی مستشرقین کے متعلق معلومات سنی سنائی تھیں، اس لئے بعض مقامات پر ان کے ایسے جملہ ہائے معترضہ بھی ملتے ہیں:

> ترجمہ قرآن عزیز میں جن حضرات کا مدار مسٹر ولیم میور پر ہے اگر وہ حدیث کا انکار کریں تو انہیں کون روکے اور کیوں کر؟ (۱۰۸)

حقیقت یہ ہے کہ برطانوی مستشرق ولیم میور نے قرآن پاک کا ترجمہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں کیا تو قرآن فہمی کے لئے منکرین حدیث کا اُن پر انحصار کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ یہ درست

ہے کہ سر ولیم میور (William Muir) نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک قابل اعتراض کتاب "The Life of Mahomet" لکھی جس کی تردید میں سر سید احمد خان نے ''الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسّیرۃ المحمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے ۱۲ خطبات لکھے۔

مولانا سلفی نے مذکورہ بالا چار مقالات کے علاوہ بھی رسائل لکھے۔ عبدالرشید عراقی (۱۰۹) نے ان کے علاوہ اُن کی درج ذیل تحریروں کا ذکر کیا ہے:

الف۔ امام بخاری کا مسلک

ب۔ واقعہ افک

ج۔ سنت، قرآن کے آئینے میں

۴۔ سید احمد سعید کاظمیؒ (۱۹۱۳-۱۹۸۶ء)

آپ کی ولادت امروہہ مضافات مراد آباد میں ہوئی۔ آپ نے اپنے برادر بزرگ علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہی سے مدرسہ بحرالعلوم شاہجہان پور میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ سولہ برس کی عمر میں تمام علوم وفنون کی تکمیل کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد لاہور آ گئے اور جامعہ نعمانیہ میں ۱۹۲۹ تا ۱۹۳۱ء مسند تدریس پر متمکن رہے۔ اس کے بعد اپنے وطن مالوف امروہہ تشریف لے گئے اور چار برس تک (۱۹۳۱- ۱۹۳۵ء) مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر ایک برس تک اوکاڑے میں تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۱۹۳۶ء سے وفات تک ملتان میں قیام پذیر رہے۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس میں منعقدہ آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ ۲۸/ مارچ ۱۹۴۸ء کو جمعیۃ علماء پاکستان کی تشکیل کے بعد آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ (۱۱۰) حکومت پاکستان نے جب ۱۹۶۴ء میں جامعہ عباسیہ بھاول پور کا نام تبدیل کر کے جامعہ اسلامیہ بھاول پور رکھا اور اس کے نصاب میں تبدیلی کر کے چار شعبوں میں درجہ التخصص شروع کیا گیا تو مولانا کاظمی کی خدمات بھی حاصل کی گئیں، آپ نے کچھ عرصے یہاں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیں۔ (۱۱۱) ان کی نگرانی میں دو مقالات بھی لکھے گئے (۱۱۲) مولانا نے قرآن پاک کا بہ زبان اردو ترجمہ کیا (۱۱۳) اور پارہ اول کی تفسیر بھی لکھی۔ (۱۱۴) اس کے علاوہ بیس تصانیف کی فہرست ملتی ہے جن کو مقالات کاظمی کی شکل میں یک جا کر دیا گیا ہے۔

مولانا احمد سعید کاظمی قرآن وحدیث کے جیّد عالم تھے۔ انہوں نے احادیث کے متعلق تین

مقالات لکھے۔ پہلا مقالہ ''تعارف حدیث'' کے عنوان سے ہے جس میں فضیلت حدیث، ضرورت حدیث، کتابت حدیث، حضرات صحابہ کرام وکبار تابعین کے عہد میں حدیث، تدوینِ حدیث، فضیلت حفظ حدیث، علم اصول حدیث کی بعض ضروری اصطلاحات، تقریر حدیث، اثر اور خبر، سنت، تعدادِ رواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، احادیث صحیحہ اوران کے مراتب ودرجات میں تفاوت، علم حدیث میں مشغول ہونے والوں کی اقسام، بعض اقسام کتب حدیث، حدثنا، اخبرنا اورانبأنا کا فرق جیسے اہم موضوعات پر بحث کی گئی۔ مولانا کاظمی نے ایک مضمون جامع الترمذی پر بھی لکھا ہے جس میں اس اہم مجموعۂ حدیث کا تعارف کرایا گیا ہے۔

علامہ کاظمی کی انتہائی اہم تحریران کا مقالہ ''حجیت حدیث'' ہے جو ۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، س میں انہوں نے منکرینِ حدیث کے تمام خدشات کا قرآن وسنت کی روشنی میں ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس مقالے میں انہوں نے خاص طور پر رجم کے متعلق منکرینِ سنت کے دلائل کا تجزیہ کیا ہے اور خبر واحد کی حجیت کا اثبات کیا ہے۔ دین میں حدیث کی حجیت سے متعلق انہوں نے ڑے ٹھوس دلائل پیش کئے ہیں۔ وہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حدیث کو لازم سمجھتے یں اوراس کا اظہار بڑے زوردارانداز میں یوں کرتے ہیں:

> اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل حجتِ شرعیہ نہ ہوتو آپ کی اتباع واطاعت کی کوئی اہمیت باقی نہ رہے گی، لہٰذا اس بات کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل یعنی حدیث شرعاً حجت ہے۔ (۱۱۵)

۔نعیم صدیقیؒ (۱۹۱۶-۲۰۰۲ء)

نعیم صدیقی معروف ادیب، شاعراوردانش ور تھے۔ ان کی معروف تالیف ''محسن انسانیت ں اللہ علیہ وسلم''، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر ایک بہترین کتاب ، جو دوجلدوں میں ہے۔ انہوں نے ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ٰن اورعقلِ سلیم کی روشنی میں'' کے عنوان سے ۱۹۶۰ء میں ایک انتہائی اہم کتاب لکھی تھی جو ۲۷ ات پر محیط ہے۔ اس میں الرسول کا منصب، رسالت کی مزید اہم ذمے داریاں، رسول ایک عل اتھارٹی اور سند، حقوقِ رسالت سے استشہاد، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انسٹی ٹیوشن جیسے وعات پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ صدیقی صاحب نے اس کتاب میں اطاعت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی ضرورت واہمیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

خدا کے دین کو برپا کرنے میں انبیاء اور رسل کو جو اتھارٹی خود خدا کی طرف سے دی گئی ہے وہ انسان کے لئے سب سے اونچی اتھارٹی ہے۔ نبی اور رسول خدا کی طرف سے بات کرنے کا اختیار رکھتا ہے، وہ اس کی منشا کا نمائندہ ہے، وہ اس کی پسند وناپسند کا واضح کرنے والا ہے، وہ اس کی طرف سے حلال وحرام کی تفریق کرنے پر مامور ہوتا ہے۔ وہ اس کے اوامر ونواہی کی تعبیر وتفصیل کرتا ہے۔ وہ اس کے دیے ہوئے اصولوں کو عملی حالات پر منطبق کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ اس کی اطاعت کا نمونہ اور دوسروں سے اس کی اطاعت کرانے والا ہوتا ہے۔ اس اتھارٹی کے تحت ہی مطالبہ وہ یہ کرتا ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ''خدا سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ (۱۱۶)

نعیم صدیقی کے مطابق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت انسان بھی اسوہ ہیں۔ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمہ تن اُسوہ قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اسوہ حسنہ کی وضاحت مندرجہ ذیل تین نکات میں کی ہے:

الف۔ رسول کی زندگی میں امت کے لئے واجب التقلید نمونے کی روش رکھی گئی ہے۔

ب۔ کارِ نبوت میں اُمت کے لئے اسوہ نہیں ہوتا، بل کہ ان ہی پہلوؤں میں اسوہ ہوتا ہے جن میں امت کو آگے چل کر کام کرنا ہے۔

ج۔ امارت بشریت ہی کے دائروں میں رسول کا اسوہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی کا ہر شعبہ امت کے لئے معیار اور نمونہ پیش کرتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں رسول ہمہ تن اسوہ ہوتا ہے اور بہ جز ایک کارِ نبوت کے اور کسی شعبے کو اس کی زندگی سے کاٹ کر الگ رکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں وہ اسوہ نہیں رہا۔ پس جہاں جہاں وہ اسوہ ہوگا، سند، اتھارٹی اور حجت بھی ہوگا۔ (۱۱۷)

۶۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ (۱۹۱۴-۱۹۹۷ء)

مولانا امین احسن اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر سے تعلیم حاصل کی، آپ کا شمار مولانا حمید الدین فراہی کے خاص تلامذہ میں ہوتا ہے۔ پورے پانچ برس اُن کی خدمت میں رہ کر ان سے قرآن فہمی کے اصول سیکھے اور پھر ان ہی اصولوں کی روشنی میں تفکر فی

القرآن کو اپنی زندگی کا منتہائے مقصود بنایا۔ اپنی عملی زندگی کا آغاز بہ طور صحافی کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ ۱۹۵۷ء تک جماعت میں کام کرتے رہے، پھر جماعت اسلامی سے راہیں جدا ہو گئیں۔ مولانا فراہی کی تحریروں کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور پوری عمر اُن کی فکری ترویج میں صرف کر دی۔ انہوں نے قرآنیات، حدیث، فقہ، فلسفہ اور سیاست کے موضوع پر لکھا۔ ان کا عظیم کارنامہ قرآن پاک کی تفسیر ''تدبر قرآن'' ہے جس کی نو جلدیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ان کی کئی کتابیں اور مقالات اُن کی زندگی میں ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے تھے۔ مولانا امین احمد احسن اصلاحی نے اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی کی فکر کو عام کرنے کے لئے بہت کچھ کیا۔ حدیث کے متعلق بھی انہوں نے فراہی کے افکار کو محور بنایا جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقل سمجھتے تھے۔ مولانا فراہی سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا حکم دیں اس میں کوئی نزاع نہیں ہو سکتی، یہ اطاعت بالکل واجب ہے...... پیغمبر کی اطاعت اپنی جگہ پر ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے، کیوں کہ وہ دست الٰہی کے نیچے ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا پہرہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ یہ بات کسی اور کے ساتھ نہیں۔ (۱۱۸)

جس طرح مولانا اصلاحی نے مولانا فراہی کے نظم قرآن کے بارے میں نظریات کو تفسیر ''تدبر قرآن'' میں مدنظر رکھا۔ اسی طرح ان کے حدیث وسنت کے بارے میں تفکرات کو بھی اپنے دروس احادیث میں بھی پیش نظر رکھا۔ مولانا فراہی کی وفات کے بعد انہوں نے مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری سے حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی۔ حدیث کے موضوع پر مولانا اصلاحی نے ''مبادیٔ تدبر حدیث'' اور ''تدبر حدیث'' (شرح مؤطا امام مالک) جلد اول یادگار چھوڑی ہیں۔ اس کے علاوہ ''تدبر قرآن'' میں کئی مقامات پر انہوں نے حدیث کے بارے میں اپنے موقف کو واضح کیا ہے۔ مولانا سنت اور حدیث میں فرق واضح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> منکرین سنت قرآن کو ماننے کے مدعی ہیں، لیکن سنت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے کہ جس طرح قرآن امت کے قولی تواتر سے ثابت ہے۔ اسی طرح سنت امت کے عملی تواتر سے ثابت ہے، یہ لوگ جب سنت کو نہیں مانتے تو قرآن کو ماننے کی بھی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔ قرآن اور

سنت میں ثبوت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ وہ قولی تواتر سے ثابت ہے، یہ عملی تواتر سے ثابت ہے۔(۱۱۹)

مولانا اصلاحی سنت کے انکار کو قرآن کے انکار کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ فتنہ انکارِ سنت کو وہ منکرین اور حامیان کے افراط وتفریط کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے:

انکارِ حدیث کے فتنے کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اصلاً یہ فتنہ چند الجھن پیدا کرنے والی حدیثوں سے اٹھا، لیکن بعد جب یہ مسئلہ مناظرے کا موضوع بن گیا تو بحث کی گرما گرمی میں لوگ حدیث اور سنت کے فرق کو بھول گئے۔ نہ حملہ کرنے والوں کو ہوش رہا کہ وہ کس چیز پر حملہ کر رہے ہیں اور نہ مدافعت کرنے والے یہ اندازہ کر سکے کہ انہیں کس چیز کی مدافعت کرنی ہے اور کس محاذ پر اپنا زور صرف کر رہے ہیں۔ اس بے خبری میں دونوں نے نقصان اٹھایا۔ منکرین حدیث نے اپنی بات جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا، کفر تک پہنچادی اور حامیانِ حدیث نے بلا وجہ حدیث کے ساتھ سنت کو بھی ہدف پر لا کھڑا کیا۔(۱۲۰)

مولانا اصلاحی کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف مہبطِ وحی ہی نہیں تھے بل کہ وحی الٰہی کے شارح تھے۔ انکار حدیث کے علمبرداروں کے باطل تصور کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منکرین سنت کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک خط پہنچادینے والے قاصد کی ہے، بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ آپ صرف کتاب اللہ کے پہنچادینے والے ہی نہیں، بل کہ معلمِ شریعت اور مزکی نفوس بھی ہیں۔ آپ کی زندگی ہمارے لئے کامل نمونہ ہے، جس کی ہر شعبے میں پیروی کر کے ہی ہم اپنے آپ کو ایمان اور اسلام کے سانچے میں ڈھال سکتے ہیں۔(۱۲۱)

تاہم یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انہوں نے حدیث کے بارے میں فقہ حنفی کے علماء کے برعکس اپنی منفرد رائے قائم کی ہے۔ ان کے اجتہاد پر اُن کے ہم عصر علماء نے بڑی سخت تنقید کی ہے۔ اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں مولانا اصلاحی نے حدِ رجم کا انکار کیا، (۱۲۲) حال آں کہ ائمہ اربعہ سمیت تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی نے اس مسئلے پر ان کی گرفت کی ہے۔(۱۲۳) حدِ رجم کے حوالے سے تمام شبہات واعتراضات کی تردید مولانا احمد سعید کاظمی نے

بھی کی۔(۱۲۴) ڈاکٹر اسرار احمد نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ وہ اہل سنت کی صفوں سے نکل کر منکرین حدیث یا خوارج کی صف میں آ گئے ہیں۔(۱۲۵) پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت نے حدّ رجم کے انکار اور لفظ ''حکمۃ'' سے احادیث نبوی کے بہ جائے انجیل مراد لینے پر ان کے مؤقف کی تردید کی ہے۔(۱۲۶)

ڈاکٹر سہیل حسن نے ''تدبر حدیث'' پر تبصرہ کرتے ہوئے احادیث کے متعلق مولانا اصلاحی کے نقطہ نظر پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اصلاحی صاحب نے احادیث کو پرکھنے کے لئے روایت و درایت کے اصولوں سے ہٹ کر کچھ نئے اصول بھی وضع کئے ہیں، جس میں وہ اسناد کی اہمیت کو کم کرتے ہوئے صرف قرآن کریم کو کسوٹی قرار دیتے ہیں، جس پر پرکھ کر کسی حدیث کو قبول یا ردّ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث کو عقل پر پرکھنے کی کسوٹی بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث کو سمجھنے کے متفق علیہ اصولوں سے صرف نظر کرنے کی وجہ سے ان کی رائے منفرد ہے۔ ان کے یہ تفردات، اجماع امت کے بالکل خلاف ہیں۔ اسناد کے بارے میں مولانا اصلاحی پر تنقید کرتے ہوئے ڈاکٹر سہیل حسن رقم طراز ہیں:

> اس بارے میں مولانا کا یہ خیال کہ یہ رویہ غلو پر مبنی ہے، کیوں کہ سند کے تمام محاسن لطائف، عظمت، اہمیت اور اس کے مطابق معیار ہونے کے باوجود اس میں کئی فطری خلا موجود رہتے ہیں...... یہ خلا کون سے ہیں؟ ان کی کیا مثالیں ہیں؟ اس کی نشان دہی نہیں فرمائی...... اصلاحی صاحب منقطع حدیث کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کا متن عقلاً قابل قبول ہے اور محدثین پر اعتراض ہے کہ وہ سند کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں اور درایت سے کام نہیں لیتے، عقل کو استعمال نہیں کرتے، یہ سراسر ان پر الزام ہے۔ محدثین کرام نے جہاں روایت کے لئے اصول وضوابط وضع کئے ہیں وہاں درایت کے لئے بھی قواعد مقرر کئے ہیں اور ان ہی اصول وضوابط کو اصولِ حدیث جیسے عظیم علم میں سمو دیا گیا ہے اور اس میں بھی عقل کو استعمال کیا گیا ہے۔(۱۲۷)

خبر واحد کے سلسلے میں مولانا اصلاحی کا مؤقف ہے کہ یہ حجت نہیں ہے، ''مبادیٔ تدبر حدیث'' کے باب ہشتم کا عنوان ''اخبارِ آحاد کی حجت'' ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر کو یوں واضح کیا ہے:

اخبار آحاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے منتقل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ خبر واحد حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہے۔ اخبار آحاد محض آحاد ہونے کی بنا پر نا قابل اعتبار نہیں قرار دی جائیں گی، بل کہ ان پر اعتماد کیا جائے گا۔ ان میں ضعف کے جو پہلو ہیں ان کی تلافی کی مختلف صورتوں پر ہمیشہ نگاہ رکھی جائے گی اور شبہ کو دور کرنے کے لئے جو وسائل وذرائع بھی استعمال ہو سکتے ہیں، وہ استعمال میں لائے جائیں گے۔ قرائن بھی، قیاسات بھی، گواہی بھی، قسم بھی اور اس کے علاوہ جو بھی ممکن ہو۔ البتہ ان صورتوں میں یہ لازماً رد کر دی جائیں گی جن میں ان کا تصادم کسی ایسی چیز سے ہوگا جس کی حیثیت دین میں بنیادی اور اصولی ہے اور اس پر قرآن وسنت متواترہ میں رہ نمائی موجود ہے۔ (۱۲۸)

۷۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (۱۳۱۷/۱۸۹۹-۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

مولانا کاندھلویؒ بھوپال (ہندوستان) میں پیدا ہوئے، انہوں نے مظاہر العلوم سہارن پور سے حدیث، تفسیر، فقہ اور دیگر مروجہ علوم کی تکمیل کی۔ ان کے اساتذہ میں مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ انور شاہ کاشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، میاں اصغر حسین اور مفتی عزیز الرحمٰن جیسے اہل شامل ہیں۔ انہوں نے ''معارف القرآن'' کے نام سے تفسیر قرآن اور ''سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے سیرت طیبہ لکھی۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ نے ''حجیت حدیث'' کے نام سے ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے قرآنی دلائل سے حدیث کی حجیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے منکرین حدیث کو خسرو پرویز اور ابولہب جیسا قرار دیا ہے۔ مولانا حدیث کو حجت نہ ماننے والوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ خسرو پرویز کے پاس جب والا نامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا تو اس نے نخوت وغرور سے اس کو پارہ پارہ کر دیا، آج کے منکرین حدیث بھی خسرو پرویز کی مانند ہیں۔ ابولہب مکہ کی گلیوں میں یہی کہتا پھرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہ سننا، آج کے منکرین حدیث بھی یہی ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول قابل اعتبار اور حجت نہیں۔ (۱۲۹)

مولانا کاندھلویؒ نے فتنۂ انکار حدیث کی اصل وجہ یوں بیان فرمائی ہے:

انکارِ حدیث کی یہ وجہ نہیں کہ حدیث ہم تک معتبر ذریعے سے نہیں پہنچی، بل کہ انکار

حدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے اور یہ آزاد رہنا چاہتی ہے۔ نفس یورپ کی تہذیب وتمدن پر عاشق وفریفتہ ہے اور انبیاء ومرسلین کے تمدن سے نفور اور بے زار ہے کیوں کہ شریعت نمرا اور ملتِ بیضا اور احادیثِ نبویہ اور سننِ مصطفویہ قدم قدم پر شہوات نفس میں مزاحم ہیں۔(۱۳۰)

اس کتاب میں مولانا کاندھلویؒ نے بڑے مضبوط دلائل سے حجیت حدیث ثابت کی ہے اور منکرین حدیث کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے۔

۸۔مولانا محمد صادق سیالکوٹی

مولانا سیالکوٹی ایک اہلِ حدیث عالم دین تھے، انہوں نے حدیث کے موضوع پر ''ضرب حدیث'' اور ''اعجاز حدیث'' دو کتابیں لکھیں۔(۱۳۱) اوّل الذکر کتاب میں انہوں نے منکرین حدیث کا رد کیا ہے اور قرآنی آیات کے ذریعے حدیث کو وحی، حجت، ماخذ دین اور قرآن مجید کی شرح ثابت کیا ہے۔ مولانا نے حجیت حدیث کے ثبوت میں متعدد قرآنی آیات سے استنباط کیا ہے اور بڑے زوردار انداز میں اپنا موقف واضح کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

خدا کے پیغمبر بغیر کتاب کے بھی لوگوں پر حجت ہوتے ہیں یعنی ان کا قول اور فعل حجت ہوتا ہے۔ کتاب بھی حجت ہوتی ہے اور رسول کا قول بھی حجت ہوتا ہے۔ پس سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل (حدیث) قرآن مجید کی نص سے حجت اور وحی ثابت ہوا۔ جس طرح آیت حجت ہے، بالکل اسی طرح قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجت ہے۔ آیت کا منکر بھی کافر اور مستوجب عذاب ہے اور قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر بھی کافر اور آگ کے لائق ہے، کیوں کہ دونوں چیزیں حجت اور وحی ہیں۔(۱۳۲)

مولانا مرحوم نے ''ضرب حدیث'' میں منکرین حدیث کے الحاد کی مثالیں پیش کی ہیں اور مقام حدیث کے اقتباسات نقل کر کے ان پر سخت تنقید کی ہے، مسلمانوں کو ان مارآستینوں سے آگاہ رہنے کا مشورہ دیا ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور قرآن کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

۹۔مولانا محمد فہیم عثمانیؒ (۱۹۳۴-۱۹۸۵ء)

مولانا عثمانی دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے علاوہ پنجاب یونی ورسٹی کے فارغ التحصیل

تھے۔انہوں نے ''حفاظت و حجیت حدیث'' کے عنوان سے ۵۹۲ صفحات پر ایک کتاب لکھی جو دو حصوں پر مبنی ہے۔ پہلا حصہ حفاظت حدیث اور دوسرا حصہ حجیت حدیث سے متعلق ہے۔اس کتاب کے مآخذ ومراجع میں علم تفسیر، حدیث اور تاریخ کی اہم کتب شامل ہیں۔ کتاب کے جز اول میں انکار حدیث کے بنیادی اسباب اور اساسی علل پر بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد حفاظت حدیث پر شرح وبسط سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر صحابہ کرام کے احادیث نبویہ کے تحریری ذخیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جز دوم میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و ماہیت کی وضاحت کی گئی ہے۔اس حصے میں خبر واحد کی حجیت پر انتہائی مدلل بحث کی گئی ہے۔ مولانا مرحوم اہل قرآن کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> منکرین حدیث کے اس دعوے میں کوئی وزن نہیں کہ حدیث کے بغیر قرآن فہمی ممکن ہے...... حدیث کے بغیر صرف یہی نہیں کہ قرآن فہمی ناممکن ہے بل کہ حدیث کے بغیر قرآن ہدایت کے بہ جائے گم راہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اسلام کی صحیح تصویر قرآن اور حدیث سے مل کر تیار ہوتی ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم قرآن اور حدیث کی باہمی توفیق وتطبیق سے معلوم ہوتی ہے۔قرآن پاک اور حدیث دونوں مل کر ہی سرچشمہ ہدایت ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کردیں، ایک کو مانیں اور ایک کا انکار کریں وہ صراط مستقیم سے دور ہیں۔(۱۳۳)

حافظ خبیب احمد کے مطابق اس کتاب میں حدیث کی حفاظت اور اس کی حجیت سے متعلق تمام شکوک وشبہات کا نہایت اطمینان بخش جواب دیا گیا ہے۔(۱۳۴) ڈاکٹر ظفر اللہ رندھاوا نے بھی مندرجہ بالا رائے بلاحوالہ نقل کردی ہے۔(۱۳۵)

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ اہلِ علم کے لئے عموماً اور ایسے حضرات کے لئے خصوصاً جن کے ذہنوں میں علم حدیث سے متعلق کچھ شکوک وشبہات موجود ہوں، یہ کتاب مفید تر ثابت ہوگی، بہ شرطے کہ یہ شکوک وشبہات محض نادانی یا کم علمی کی بناء پر ہوں، عناد یا کج علمی کی بنا پر نہ ہوں۔(۱۳۶)

۱۰۔مولانا محمد حنیف ندویؒ (۱۹۰۸-۱۹۸۷ء)

ندوی صاحب گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے، دینی تعلیم کی ابتدائی منزلیں مولانا محمد اسماعیل

سلفی کے پاس طے کیں اور تعلیم کی تکمیل ندوۃ العلماء لکھنؤ سے کی۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی درخواست پر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ سے وابستہ ہوگئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے۔ انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر ''سراج البیان'' ۱۹۳۴ء میں مکمل کی تھی۔ (۱۳۷)

مولانا ندوی کی کتاب ''مطالعۂ حدیث'' اپنے موضوع پر نہایت اہم تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ حدیث وسنت کی تدوین تاریخی تقاضوں کی بہ جائے خالصتاً دینی عوامل کی بنا پر ہوئی ہے اور اپنے دامن میں یہ اس طرح سے اسناد، اتصال اور تسلسل کو لئے ہوئے ہے جس کی دنیا کے تاریخی لٹریچر میں مثال نہیں پائی جاتی۔ اس میں اس حقیقت کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ محدثین کرام نے نہ صرف رواۃ کے بارے میں جرح وتعدیل سے کام لیا ہے بل کہ ان پیمانوں اور اصولوں کی تشریح بھی فرمائی ہے جن کی بنیاد پر متن ونفس مضمون کی صحت واستواری کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فتنہ وضع حدیث کب ابھرا، کن وجوہ سے اس کو تقویت پہنچائی اور محدثین کرام نے ان کے انسداد کے لئے کیا کیا مساعی جمیلہ انجام دیں۔ (۱۳۸) ندوی صاحب نے قرآن حکیم اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرعنوان متعدد قرآنی آیات اور ان کا اردو ترجمہ نقل کرنے کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کئے ہیں:

الف۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کی اتنی اہم اساس ہے کہ اس سے انکار کفر کے مستوجب ہے۔

ب۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

ج۔ کسی بھی فقہی و دینی مسئلے میں اختلاف رائے کی صورت میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

د۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر ایمان کے تقاضے اس وقت پورے ہوسکتے ہیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کو حرزِ جان بنایا جائے۔

ھ۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روگردانی سے حبطِ اعمال کا اندیشہ ہے۔

و۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے مترادف ہے۔

ز۔ ہر پیغمبر اس لئے مبعوث ہوا ہے کہ لوگ اس کے نقش قدم پر چلیں۔

ح۔ محبت الٰہی صرف ایسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واعمال کی پیروی کی جائے۔

ط۔جو لوگ آپ کی تعلیمات کی مخالفت میں سرگرم ہیں ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔

ی۔ایمان اس وقت تک تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام واوامر کو پورے اخلاص سے تسلیم نہ کیا جائے۔(۱۳۹)

مولانا ندوی نے اس کتاب میں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو بڑے مؤثر انداز میں واضح کرنے کی سعی کی ہے۔اس کتاب کے متعلق ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا لکھتے ہیں:

> منکرین حدیث کی اہم نوائی کا شوق پورا کرنے والوں کو راہ ہدایت دکھانے کی غرض سے ندوی صاحب نے یہ کتاب تحریر کی ہے۔گھر کا بھیدی ہونے کے ناطے سے یہ کتاب اپنے مقصد میں بے مثال ہے۔(۱۴۰)

۱۱۔مولانا اشفاق الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

مولانا اشفاق الرحمٰن کا شمار مولانا اشرف علی تھانوی کے خلفا میں ہوتا ہے، انہوں نے ''علم حدیث'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جو ۲۳۸ صفحات پر محیط ہے، جس میں انہوں نے ضرورت وحجیت حدیث،فنِ حدیث، تدوینِ حدیث، تاریخِ حدیث اور راویانِ حدیث جیسے اہم موضوعات پر تفصیلی بحث کی ہے۔وہ منکرین حدیث کی کوتاہ بینی کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں:

> قرآن مجید میں متعدد آیتیں اس مضمون کی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض صرف پیغام پہنچادینا ہے۔عام انسان اور نبی میں فرق صرف وحی ورسالت کا ہے۔اس سے آج کل بعض کوتاہ بینوں کو یہ دھوکا ہوگیا ہے کہ رسول کا فرض صرف وحی الٰہی کی تبلیغ ہے۔یعنی قرآن کے الفاظ کو انسانوں تک بعینہٖ پہنچادینا اس کا کام ہے۔اس کے معنی کی تشریح اور مطالعہ کی توضیح نہ اس کا منصب ہے اور نہ استحقاق......ان کے نزدیک رسول کی شرعی حیثیت صرف ایک قاصد اور نامہ بر کی ہے جو ایک جگہ سے دوسرے جگہ خط تو پہنچادیتا ہے مگر اس خط کے مفہوم ومعنی کی تشریح کا اس کو حق نہیں ہوتا، بل کہ اس کو تو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اس بند لفافے میں کیا ہے؟(۱۴۱)

اس طرح انہوں نے منکرین حدیث کے باطل نظریات کی تردید کی ہے اور حجیت حدیث کے اثبات میں دلائل پیش کئے ہیں۔

۱۲۔مولانا سرفراز خان صفدر

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ انہوں نے حدیث کے موضوع پر ''المنہاج الواضح''، یعنی ''راہِ سنت'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں سنت و بدعت پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔سنت کی اہمیت کے متعلق انہوں نے لکھا ہے:

> جس طرح احکام خداوندی سے بے نیازی نہیں ہوسکتی اسی طرح اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے پروائی اختیار نہیں کی جاسکتی۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسی کتاب اللہ کی۔اس لئے کہ دونوں کی پیروی حکم الٰہی کی پیروی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دو مختلف چیزیں نہیں ہیں تو جس طرح قرآنِ مجید کی اطاعت خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اسی طرح جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی خود خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(۱۴۲)

۱۳۔مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

انہوں نے ''کتابت حدیث۔عہد رسالت وعہد صحابہ میں'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں لکھا کہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ممکن نہیں۔ ان کے نزدیک منکرین حدیث مستشرقین کے آلہ کار کے طور پر سرگرم عمل ہیں، ان دونوں کے باہمی تعلق اور فکری یگانگت کے متعلق مولانا عثمانی ارقام پذیر ہیں:

> ہمارے زمانے میں بھی یورپی مستشرقین نے اسلام کے خلاف علمی محاذ پر جو کارروائیاں کیں، ان میں حدیث کو سب سے زیادہ تختہ مشق بنایا ......ان ہی کی کوششوں سے کئی اسلامی ممالک میں ایک چھوٹا سا مگر فعال فرقہ ''منکرین حدیث'' کا پیدا ہوا، جس کو بنیادی طور پر فکری مواد مستشرقین ہی سے ملا۔ان لوگوں نے بڑی ہوشیاری سے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ قرآن سے تو اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، تاکہ ناواقف عوام انہیں مسلمان ہی سمجھتے رہیں مگر حدیث کو شرعی حجت ماننے سے انکار کرتے ہیں اور جان توڑ کوشش اس بات کی کررہے ہیں کہ جس طرح بن پڑے، حدیث پر سے لوگوں کا اعتماد ختم کردیا جائے ...... منکرین حدیث کبھی کہتے

ہیں کہ حدیثیں نہ صحابہ کے لئے شرعی حجت تھیں، نہ بعد کے لوگوں کے لئے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ صحابہ کے لئے تو حجت تھیں ہمارے لئے نہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں تو ہمارے لئے بھی حجت ہیں لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک یہ حدیثیں اتنے کثیر واسطوں سے پہنچی ہیں کہ قابل اعتبار نہیں رہیں۔ (۱۴۳)

مولانا عثمانی نے اس کتاب میں منکرین حدیث کے اعتراضات اور پھر ان کے مدلل جوابات دیئے ہیں تاکہ احادیث کے بارے میں تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو سکے اور انہوں نے اس فریضے کو بہ طریق احسن نبھایا ہے۔

۱۴۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی

آپ نے جامعہ عثمانیہ کے شعبہ دینیات میں بہ طور صدرِ شعبہ خدمات سرانجام دیں۔ گیلانی صاحب کی کتاب ''تدوین حدیث'' ۴۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں انہوں نے درج ذیل موضوعات پر بحث کر کے حدیث کا دفاع کیا ہے:

حدیث کی حقیقت، حدیث کی کتابی تدوین، عہد صحابہ کی مدت، محدثین کے حافظے میں شک اور پھر اس کی بنا پر انکار حدیث، تدوین حدیث کا ماحول اور مسئلہ غلامی کی حقیقت، حدیث کے سلسلے میں تین ضروری مقدمات، عہد صحابہ اور مصنفین صحابہ کے درمیانی دور میں حفاظت کی شکلیں، قرنِ اول میں حکومت کی طرف سے حفاظت واشاعت حدیث کا اہتمام نہ ہونا کوئی امر اتفاقی نہیں، کتابت وقلت رواتِ حدیث سے متعلقہ اعتراضات کا جواب، تاریخ تدوین حدیث، صحابیت اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پہلا ناپاک قدم، فتنہ سبائی کے بعد حدیث کی روایت میں احتیاطی اصول۔

اس کتاب کا مقدمہ معروف سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے، جس میں انہوں نے علم حدیث کی ضرورت واہمیت کے متعلق تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علمِ حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضا وجوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لئے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے۔ (۱۴۴)

۱۵۔مولانا ثناء اللہ امرتسری

مولانا امرتسری نے حجیت حدیث کے منکرین سے تحریری وتقریری مناظرے کئے اور ان کی کتابوں کے جوابات لکھے۔ان کی چند اہم کتب (۱۴۵) درج ذیل ہیں:

۱۔حجیت حدیث اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اُس مناظرے کی روداد ہے جو ان کے اور احمد الدین کے مابین اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ہوا تھا۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۶۹ء میں طبع ہوئی تھی۔

۲۔ برہان القرآن: مولانا ثناء اللہ اور مولوی احمد الدین امرتسری کے مابین مناظرے کی روداد ہے جس کا موضوع حجیت حدیث تھا۔

۳۔برہان الحدیث باحسن الحدیث: یہ کتاب بھی حجیت حدیث کے موضوع پر مولانا امرتسری اور مولوی احمد الدین امرتسری کے مابین ہونے والے ایک مناظرے کی روداد ہے۔

۴۔دفاع عن الحدیث: یہ رسالہ محمد اسلم جیراجپوری کے مضمون ''انکار حدیث'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

۵۔دلیل الفرقان بہ جواب اہل القرآن: مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے ''رسالے برہان القرآن علی صلوۃ القرآن'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

۶۔خاکسار تحریک اور اس کے بانی: علامہ عنایت اللہ خان مشرقی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت شرعیہ نہیں مانتے تھے، اس رسالے میں ان کے انکار حدیث کی حقیقت واضح کر کے اس کا جواب دیا گیا ہے۔

۱۶۔علامہ عبد الصمد صارم الازہریؒ

انہوں نے ''تاریخ الحدیث'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں حدیث کی اہمیت وحجیت، تاریخ اور تدوین کے علاوہ مستشرقین اور منکرین حدیث کے اعتراضات پر بھی بحث کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک مان لینا اور دوسرے سے انکار کر دینا متجددین کا طریقہ رہا ہے۔عبد الصمد صارم نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:

> بعض گم راہوں نے حدیث کے معاملے میں عجیب عجیب موشگافیاں کی ہیں، مثلاً ایک نئی بات یہ پیدا کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم بہ حیثیت نبی کے ہے اور

ایک بہ حیثیت حاکم و آمر کے اور مؤخر الذکر بات کو ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں۔
اس قسم کی باتیں بے سند ہیں، نہ قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے، نہ حدیث سے، نہ بزرگوں کے اقوال سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ نبی تھے اور یہی حیثیت آپ کے احکامات کی تھی کہ وہ اقوال نبی ہیں اور ان کے ہر حکم کو ماننا ضروری ہے۔(۱۴۶)

۱۷۔ پروفیسر مولوی کریم بخش

مولوی صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ عربی کے پروفیسر رہے، انہوں نے ضرورت حدیث کے نام سے ۵۶ صفحات پر مبنی ایک رسالہ لکھا جس میں ثبوت وضرورت حدیث، آیات قرآنیہ بہ ثبوت ضرورتِ حدیث، ترغیبِ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقوال اور ذکر وجہ انکارِ حدیث، جواب اعتراضات منکرین وتارکینِ حدیث کے عنوانات کے تحت حدیث کے متعلق بحث کی گئی ہے۔(۱۴۷)

۱۸۔ مولوی محمد علی لاہوری احمدی

جماعت احمدیہ کے دونوں گروہ آئین پاکستان کی رو سے مسلمان نہیں ہیں۔۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں طویل بحث کے بعد انہیں غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ مولوی محمد علی کا تعلق احمدیہ کے لاہوری گروہ سے تھا۔ انہوں نے قرآن پاک کا بہ زبان انگریزی میں ترجمہ کیا۔ انہوں نے ''مقام حدیث'' کے نام سے سو صفحات پر محیط ایک کتاب لکھی جس میں صداقت حدیث، ضرورت حدیث، جمع حدیث اور تنقید حدیث پر بحث کی گئی ہے۔(۱۴۸) اس کتاب میں انہوں نے عبداللہ چکڑالوی کے اقتباسات نقل کر کے ان کی تغلیط کی ہے۔ راقم کو اس کتاب میں کہیں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ملی۔

۱۹۔ حافظ محمد ایوب دہلوی

حافظ صاحب نے ''فتنہ انکار حدیث'' کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی ہے جو ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حدیث کے حجت ہونے کا بیان ہے اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ رازی کراچی سے شائع ہوئی تھی۔(۱۴۹) راقم الحروف کو اس کتاب کا اردو ترجمہ نہیں مل سکا۔ یہ کتاب *"The Mischief of Rejection of*

"Hadith" کے عنوان سے انگریزی زبان میں میں طبع ہوئی۔ اس کے پانچ ابواب ہیں اور ۱۳۲ صفحات پر محیط ہے۔ (۱۵۰) آغاز میں اسلامی قانون میں حدیث کی حجیت ثابت کی گئی ہے۔ پہلے باب میں وحی متلو اور غیر متلو پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں حجیت حدیث پر دلائل دیے گئے ہیں اور احادیث کے قابل اعتبار ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں ظن پر مفید معلومات دی گئی ہیں اور یہ بحث کی گئی ہے کہ آیا متفق علیہ احادیث پر عمل واجب ہے یا نہیں۔ باب چہارم منکرین احادیث کے اعتراضات کے جوابات پر مبنی ہے۔ پانچویں باب میں ''طلوع اسلام'' کے جون ۱۹۵۷ء میں شائع ہونے والے خطوط میں اٹھائے گئے نکات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ آخری باب میں منکرین حدیث کے قربانی کے وجوب سے انکار کے خلاف دلائل دیے گئے ہیں۔

۲۰۔ محمد شبیر

محمد شبیر لیکچرر فیکلٹی آف لاء، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ نے ۱۹۸۲ء میں انگریزی زبان میں حجیت حدیث پر ایک کتاب شائع کی جس کا عنوان *The Authority and Authenticity of Hadith* ہے۔ اس پر پیش لفظ مسلم یونی ورسٹی کے وائس چانسلر سید حامد نے لکھا تھا جس میں انہوں نے لکھا:

> *No pious Muslim has ever questioned the importance of Hadith as one of the two primary sources of his creed. (151)*

۲۱۔ افتخار احمد بلخی

بلخی صاحب نے ''فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر'' کے عنوان سے منکرین حدیث کے متعلق تفصیلاً بحث کی ہے۔ کتاب پر حصہ دوم لکھا ہے، کل صفحات ۴۰۸ ہیں۔ (۱۵۲) کتاب کو پس منظر، منظر اور اجتماعی جدوجہد کے عنوانات کے تحت تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

۲۲۔ محمد رفیق چوہدری

چوہدری صاحب نے ۲۷ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ۱۹۸۳ء میں شائع کیا جس کا عنوان ہے ''حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے''، اس میں انہوں نے قرآن وسنت کے باہمی تعلق کو ظاہر

کرنے کے لئے ایمانیات، عبادات، اسلامی معاشرے، معاشیات، سیاسیات، اخلاقیات اور متنوعات کے عنوانات کے تحت ایک سو قرآنی آیات اور ان ہی مضامین پر مشتمل احادیث نقل کرکے یہ ثابت کیا کہ قرآن اور صحیح احادیث کے مابین کسی قسم کا تضاد یا تخالف نہیں، بل کہ ان میں توافق پایا جاتا ہے۔ دیباچے میں انہوں نے احادیث کی اہمیت و حجیت پر یوں اظہار خیال کیا:

> سلف سے خلف تک علمائے اسلام کا اس بات پر ہمیشہ اتفاق رہا ہے کہ قرآن مجید کے بعد حدیث و سنت ہی ایسی چیز ہے جو سب سے بڑی حجت، سب سے زیادہ واجب العمل اور سب سے بڑھ کر مستند و معتبر ماخذِ قانون ہے۔ پھر اس امر پر بھی تمام امت متفق ہے کہ قرآن متن ہے اور سنت اس کی مستند شرح ہے۔ ایک اجمال ہے تو دوسری اسی کی تفصیل و تشریح ہے۔ حدیث و سنت کا مقام یہ نہیں ہے کہ وہ کسی قرآنی تعلیم کی تردید یا مخالفت کرے، بل کہ اس کا کام یہ ہے کہ وہ قرآنی تعلیم کی توضیح و تبیین (*Explanation*) اور تائید و موافقت (*Agreement*) کرے اور یہی حدیث صحیح کا معیار ہے۔ (۱۵۳)

۲۳۔ محمد الیاس اعظمی قادری

اعظمی نے زمانہ طالب علمی میں ''اہمیت الحدیث عند القرآن'' کے عنوان سے ۴۹ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ۱۹۸۰ء میں شائع کیا جس میں انہوں نے اہل قرآن کے باطل عقائد کا ردّ کیا ہے۔ اس میں انہوں نے پانزدہم قرآنی دلائل سے حدیث کی اہمیت و حجیت واضح کی ہے۔ حدیث کی حجیت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> جس طرح قرآن بغیر شرط کے حجت ہے اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ عقل کے مطابق ہو یا نہ ہو، بالکل اسی طرح نبی کا قول حجت ہے۔ (۱۵۴)

رسائل و جرائد کی سنت و حدیث کے موضوع پر خصوصی اشاعتیں

تقسیم ہند سے قبل کسی *Periodical* کے حدیث یا سنت نمبر کے بارے میں راقم الحروف کو کوئی مواد نہیں مل سکا، تاہم کئی رسالوں کے رسول نمبر دست یاب ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان اور بھارت کے بعض جرائد نے حدیث اور سنت کے متعلق خصوصی نمبر شائع کئے لیکن رسول نمبروں کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ آئندہ صفحات میں دینی رسائل کے ایسے خاص نمبروں کا

تذکرہ کیا جارہا ہے۔

ا۔ ماہنامہ ''صحیفہ اہل حدیث'' کراچی

صحیفہ اہل حدیث کا ''حدیث نمبر'' جمادی الثانی تا رمضان ۱۳۷۱ھ مطابق مارچ تا جون ۱۹۵۲ء کا خصوصی شمارہ ہے۔ یہ شمارہ مولانا کرم دہلوی کی ادارت میں طبع ہوا۔ یہ جلد کا گیارہواں شمارہ ہے۔ (۱۵۵) اس اشاعتِ خاص میں ضرورت حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث، منکرین حدیث کے اعتراضات اوران کے جوابات پرمبنی نامور علماء کے ۶۰ مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ اگرچہ ہر مضمون انتہائی اہم ہے لیکن مندرجہ ذیل مضامین لائقِ مطالعہ ہیں:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت۔ مولانا عبدالحق محمدی

حجیت حدیث کامہرِ نیمروز۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی

حدیث شریف کا مقام حجیت۔ مولانا محمد اسماعیل

انکارحدیث کی خشت اول۔ مولانا حکیم نورالدین اجمیری

حدیث اوراس کی ضرورت۔ مولانا عبدالسلام جھنگوی

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض صریحی بے ایمانی ہے۔ مولانا عبداللہ عقیل، لکھنوَ

انکارحدیث دین سے گلوخلاصی کا چوردروازہ ہے۔ مولانا احتشام الحق تھانوی

انکارحدیث درحقیقت انکارقرآن کی منافقانہ صورت ہے۔ مفتی محمد شفیع

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں۔ مولانا عبدالحمید ارشد

حدیث بھی حجتِ شرعی ہے۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری

احادیث طیبہ سراورآنکھوں پر۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی

منکرین حدیث بالخصوص عبداللہ چکڑالوی اوراسلم جیراج پوری کی حدیث کے بارے میں پھیلائی ہوئی خرافات کے عروج کے زمانے میں انکارحدیث کے فتنے کے رد میں علمی وتحقیقی میدان میں حدیث نمبر کے مضامین کی حیثیت مسلمہ ہے۔ فتنۂ انکارحدیث کے مؤثر ردّ کے علاوہ علم حدیث کو سمجھنے اوراس پرتحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ نمبر رہنمائی کا اہم ذریعہ ہے۔

۲۔ ہفتہ وار ''رضوان'' لاہور

مولانا سید محمود احمد رضوی کی ادارت میں شائع ہونے والے اس رسالے کے دو خاص نمبر

چکڑالویت کی تردید اور حجت حدیث کے اثبات کے لئے شائع کئے گئے۔ حصہ اول فروری ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا تھا۔ حدیث نمبر حصہ دوم جلد ۵ کا شمارہ ۱۵، ۱۶ ہے۔ اس کی اشاعت ۱۸؍ اپریل ۱۹۵۳ء مطابق ۱۲؍شعبان ۱۳۷۲ھ کو ہوئی۔ اس کے ۸۴ صفحات ہیں۔ سید محمود احمد رضوی نظرِ اولین کے تحت اداریے میں لکھتے ہیں:

> زیر نظر شمارہ چکڑالویت نمبر حصہ دوم ہے۔ جسے ''حدیث نمبر'' کے نام سے پیش کیا جارہا ہے۔ حدیث نمبر میں قرآنی آیات کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ قرآن وحدیث نظام اسلامی کی بنیاد کیوں ہیں؟ اس کے مطالعے کے بعد آپ پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دین کے شارع اور قرآن کے معلم ہیں۔ حدیث قرآن کے اجمال کی تفسیر، اس کے جزئیات کی تعیین، اس کے احکامات کی دائمی اور ابدی تفصیل ہے۔ اس لئے دستور اسلامی کی بنیاد قرآن اور حدیث ہے اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دستور کا تصور ہی لایعنی ہے۔ حدیث نمبر شب برأت کے موقع پر آپ کی خدمت میں پہنچے گا، اس لئے شب برأت کے متعلق شرعی ہدایات بھی اس شمارے میں درج کردی گئی ہیں۔

اس خاص نمبر میں پہلا مضمون شب برأت کے عنوان سے ہے جسے مولانا سید احمد حبیب شاہ کاظمی نے تحریر کیا ہے۔ باقی تمام مضامین مولانا سید محمود احمد رضوی کی تالیف ہیں اور ان کے عنوانات یوں ہیں: خدائی رات، قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امر ونہی کی حیثیت، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت قرآن کی روشنی میں، چکڑالویت کی فریب کاریاں۔ (۱۵۶)

۳۔ پندرہ روزہ ''الحسنات'' رام پور (بھارت)

اس رسالے نے جنوری، فروری ۱۹۵۴ء میں ابوسلیم محمد عبدالحی کی زیر ادارت جلد ۱۵ کا شمارہ ۱-۴ ''حدیث نمبر'' کی خصوصی اشاعت کے لئے مختص کیا۔ بعض مضامین پر ان کے لکھنے والوں کے نام درج نہیں۔ ایسے مضامین کے عنوانات یہ ہیں: احادیث کی اہمیت، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت، اتباع سنت کا صحیح مفہوم، رسول ہر حال میں رسول ہوتا ہے۔ صحابہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر مضامین درج ذیل ہیں:

فن حدیث کی دیگر اصطلاحیں۔ سلیم قاسمی، اجتماعی زندگی کے لئے ہدایات۔ شمر

پیرزادہ کلیان۔ احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے عورت کو کیا مقام دیا۔ مولانا سید حامد علی۔ تدوین حدیث۔ محمد سلیمان قاسمی۔ قرب الٰہی اور اس کے حصول کے طریقے، ایک حدیث کی تشریح۔ سید حامد علی۔ کیا ہر ظنی بات کو رد کر دینا چاہیے۔ مولوی شاہ محمد اسعد۔ خالص قرآنی نظام، ایک طنز۔ نعیم صدیقی۔ (۱۵۷) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کے عنوان سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا ایک مختصر مگر جامع مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔ اس حدیث نمبر کی اشاعت کا مقصد بتاتے ہوئے مدیر ''الحسنات'' رقم طراز ہیں:

> ہم نے کوشش کی ہے کہ حدیث نمبر پڑھنے والوں پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو اچھی طرح واضح کر سکیں اور یہ ذہن نشین کرا سکیں کہ احادیث سے بے نیازی دراصل کتنی بڑی محرومی ہے۔ (۱۵۸)

۴۔ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور

مولانا محمد داؤد غزنوی کا مرتبہ ''الاعتصام'' کا حجیت حدیث نمبر ۱۷ فروری ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا۔ رسالے کے مدیر مولانا عطاء اللہ حنیف تھے۔ یہ خصوصی اشاعت اٹھارہ علمی مقالات پر مشتمل ہے، جن میں انکار حدیث کی سازش، حجیت حدیث اور سنت، ہندوستان میں انکار حدیث کی تاریخ، حدیث کی تدوین وحفاظت، فتنے کا عقلی وتاریخی تجزیہ، منکرین حدیث کے دلائل کا جائزہ، حدیث اور اصحاب حدیث کی فضیلت اور معتزلہ کے عنوانات پر نہایت اہم علمی مقالات شامل اشاعت ہیں۔ یہ مقالہ جات علامہ محمد اسد، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پروفیسر عبدالقیوم، مولانا ہدایت اللہ ندوی، مولانا ابوالقاسم رفیق، مولانا محمد علی قصوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، ملک ابو محمد ہدایت اللہ اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی جیسے جید علماء کے رشحاتِ قلم ہیں۔ ''روح سنت'' کے عنوان سے طبع ہونے والے علامہ محمد اسد کے مقالے میں سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو یوں واضح کیا گیا ہے:

> جہاں تک قرآن کا تعلق ہے اس کا نقطہ نظر اس سلسلے میں بالکل واضح ہے اور یہ کہ اس میں کسی غلط فہمی کے ابھرنے کا امکان ہی نہیں کہ بندہ جس کو نبی آخر الزمان قرار دیا گیا ہے اور جس کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اس کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا کہ صبح وشام زندگی کے ہر عمل میں اللہ کی وحی اس کے قلب وفکر کو روشنی بخشے

اور یہ وحی وہدایت کے ان انوار سے اس کے بندوں کے لئے اجالوں کا بندوبست کرے۔ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ وضاحت صحیح ہے تو اس کا انکار یا اس کی تعلیمات کے بعض حصوں کا نکار بعینہ اللہ تعالیٰ کا انکار ہوا یا کم ازکم اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس کی عطا کردہ ہدایت کی قدر و قیمت گھٹادی گئی ہے۔(۱۵۹)

ڈاکٹر محمد عبد اللہ کے مطابق حجیت حدیث پر مدلل علمی بحث کے حامل اونچے پائے کے مقالات کی اشاعت نے الاعتصام کے حجیت حدیث نمبر کی اہمیت دو چند کردی ہے۔(۱۶۰)

۵۔ ماہ نامہ ''ترجمان القرآن'' لاہور

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی زیر ادارت ترجمان القرآن کا ''منصب رسالت نمبر'' ستمبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔اس کا تفصیلی تعارف مولانا مودودی کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

۶۔نقوش ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر'' جلد ششم، لاہور

نقوش کے ایڈیٹر محمد طفیل نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر شائع کر کے ناقابل فراموش کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اردو زبان میں سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا مواد تلاش کرنا یا دیگر زبانوں سے اردو میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ رسول نمبروں میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ہر پہلو پر اہم مقالات شائع کئے ہیں۔ان میں جلد ششم جو ''نقوش'' کا شمارہ نمبر ۱۳۰ ہے، حدیث کے لئے مختص کیا گیا۔(۱۶۱)

اس میں درج ذیل مقالات شامل کئے گئے ہیں:

برصغیر میں علم حدیث۔سید سلیمان ندوی

برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ۔سید سلیمان ندوی

برصغیر میں کتب حدیث کی نایابی۔سید سلیمان ندوی

تدوین حدیث۔سید مناظر احسن گیلانی

تدوین سنت۔عبدالغفار حسن

حدیثوں کی جمع وتدوین۔ضیاء الدین اصلاحی

صدرِ اسلام میں حدیث کی کتابت وتدوین۔محمد عجاج الخطیب، مترجم احمد خان

کتابت حدیث عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔خلیق نقوی

حدیث کے ظنی ہونے کا ثبوت۔عبد الغفار حسن
احادیث میں تمثیلات۔مولانا جعفر شاہ پھلواری
اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم (احادیث) مرتبہ مولانا سید محمد متین ہاشمی
اس شمارے میں تدوین احادیث کے حوالے سے منکرین حدیث کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

۷۔پندرہ روزہ ''الہدیٰ'' دربھنگہ (بہار) بھارت

ڈاکٹر عبد الحفیظ کی ادارت میں اس دینی جریدے نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو ''سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نمبر'' کے عنوان سے ایک خاص نمبر شائع کیا۔مقالہ نگاروں میں مولانا ابو الحسن علی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی، علامہ ناصر الدین البانی اور مولانا امانت اللہ سلفی جیسی علمی شخصیات شامل ہیں۔اس خاص نمبر میں درج ذیل مضامین شامل اشاعت ہیں:

اسلام میں سنت کا مقام، اسلامی مزاج کی تشکیل میں سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا کردار، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار، منصب رسالت اور احادیث، سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریعی حیثیت، حجیت حدیث، سنت ذریعہ نجات، ایمان کی کسوٹی، وضع حدیث کا فتنہ، سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ایک مکمل نظام حیات۔(۱۶۲)

۸۔ماہنامہ ''محدث'' لاہور

یہ رسالہ اہل حدیث مکتب فکر کا ترجمان ہے جس کے مدیر اعلیٰ حافظ عبد الرحمٰن مدنی اور مدیر حافظ حسن مدنی ہیں۔اس کی جلد ۳۴ کا شمارہ ۸،۹ (اگست، ستمبر ۲۰۰۲ء) ایک خصوصی اشاعت ہے، جس کا موضوع فتنہ انکار حدیث ہے۔شمارہ ہذا میں مضامین کے انتخاب اور صوری و معنوی خوبیوں سے مزین ایک منفرد کاوش ہے۔اگرچہ بعض مطبوعہ مقالات بھی اس میں شامل کئے گئے ہیں لیکن ایک موضوع پر ایک مبسوط اشاعت یقیناً ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔فکر و نظر کے عنوان سے اپنے اداریے میں حافظ حسن مدنی لکھتے ہیں:

> برصغیر میں انکار حدیث کا فتنہ چند صدیوں سے زوروں پر ہے، اس کی بعض صورتیں ایسے صریح انکار حدیث پر مبنی ہیں جس کے حامل کا مسلمان رہنا بھی ایک سوالیہ نشان ہے، جب کہ استخفاف حدیث جدید تعلیم یافتہ طبقے میں اکثر و بیشتر پایا جاتا ہے۔مرض،

ایک ہی ہے، اگرچہ اس کی علامات مختلف صورتوں میں سامنے آتی ہیں۔(۱۶۳)

اس اشاعت خاص کے مضامین کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں پرویزیت کے عنوان سے درج ذیل چار مقالات شامل کئے گئے ہیں:

مسٹر غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد۔ مولانا رمضان سلفی، اختلافِ تعبیر قرآن اور منکرین حدیث۔ پروفیسر محمد دین قاسمی، پرویز اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ پروفیسر منظور احسن عباسی، اور پرویزیت کے بارے میں علمائے امت کے فتاویٰ۔ حافظ حسن مدنی۔

دوسرے حصے میں بھی ''تاریخ تدوین حدیث'' کے متعلق چار مقالات شامل کئے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتابت حدیث۔ پروفیسر محمد نعیم، برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی تاریخ اور اسباب۔ ڈاکٹر عبداللہ عابد، حفاظت حدیث میں حفظ کی اہمیت۔ علی احمد چوہدری، اور حفاظت حدیث کے مختلف ذرائع۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی۔

تیسرے حصے میں ''حجیت حدیث'' کے متعلق مندرجہ ذیل چار مقالات شامل اشاعت ہیں:

انکار حدیث حق یا باطل؟ صفی الرحمٰن مبارک پوری، حجیت حدیث پر بعض شبہات کا جائزہ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مقام حدیث اور بزم طلوع اسلام کویت۔ عبدالخالق محمد صادق، حجیت حدیث اور فتنہ انکار حدیث، قاری محمد موسیٰ۔

آخری حصہ ''اشاریہ جات'' پر مشتمل ہے، اس میں برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر۔ ڈاکٹر خالد رندھاوا، دفاع حدیث اور اہل حدیث۔ عبدالرشید عراقی، اور دینی رسائل میں ''حجیت حدیث'' پر مضامین کا اشاریہ۔ ادارہ محدث شامل ہیں۔

یہ خصوصی اشاعت ۲۸۰ صفحات پر محیط ہے۔ بعض مقامات پر ایک خاص مسلک کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک تحریر شامل کر کے اس پر فٹ نوٹ لکھ کر ان کی فکر سے اختلاف کیا گیا ہے، حال آں کہ اندرونی سرورق پر جلی حروف میں یہ لکھا ہے کہ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں۔ ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا کے ضخیم مقالے کا موضوع ''برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر'' کھٹکتا ہے، کیوں کہ اس میں ایسی تصانیف کا ذکر ہے جو حجیت حدیث، سنت کے مقام و مرتبے، ضرورت و اہمیت حدیث اور منکرین حدیث کی تردید پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اس کا عنوان ''برصغیر میں انکار حدیث کے تردیدی لٹریچر کا جائزہ'' ہونا چاہئے تھا۔ درحقیقت اتنی

ہی کتب پر ڈاکٹر عبداللہ نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں بحث کی ہے، جس کی تلخیص رندھاوا صاحب نے اس مقالے میں کردی ہے۔

و۔رسائل وجرائد کے عام شماروں میں حجیت حدیث پر مقالات ومضامین

رسائل وجرائد کے خاص نمبروں کے علاوہ عام شماروں میں بھی حدیث یا سنت کی اہمیت وحجیت پر متعدد مضامین ومقالات شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ پنجاب یونی ورسٹی لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت کی ادارت میں شائع ہونے والا مجلّات میں حدیث سے متعلق بعض اہم مضامین طبع ہوتے رہے ہیں۔ مثلاً مجلّہ ''تحقیق'' کی جلد۱۹، شمارہ ۶۳ میں ڈاکٹر محمد عبداللہ کا مقالہ ''فتنۂ انکار حدیث کی رد میں برصغیر کے دینی جرائد کی خدمات کا جائزہ'' اور ڈاکٹر محمد اصغر اسعد کا مضمون ''علم حدیث میں سلسلہ اسناد کی اہمیت'' شائع ہوئے۔(۱۶۴)

''تحقیق'' کی جلد ۲۰ کے شمارہ ۶۴ میں تاج الدین الازہری کا مقالہ ''مرسل حدیث، مفہوم، مراتب اور حجیت'' اور ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی کا ''خبر واحد میں راویوں کی تعداد کے بارے میں علمائے اصول کا موقف'' کے عنوان سے مضمون طبع ہوا۔(۱۶۵)

شیخ زاید اسلامک سنٹر کے تحقیقی مجلّہ ''الاضواء'' کی جلد ۱۰، شمارہ ۱۳ میں محمد نعیم کا مقالہ ''عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتابت حدیث'' کے عنوان سے چھپا۔(۱۶۶)

اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور کے کلیہ علوم اسلامیہ کے تحقیقی مجلّے ''علوم اسلامیہ'' کی جلد ۶ شمارہ ۱۰ میں حدیث کے متعلق دو مقالات شائع ہوئے۔(۱۶۷)

ادارہ تحقیقات اسلامی کے انگریزی جرنل *Islamic Studies* میں محمد یوسف گورایا کا ۳۱ صفحات پر مشتمل مقالہ *The Concept of Sunnah: A Historical Study* کے عنوان سے چھپا، جو ایک لاجواب تحقیق ہے۔(۱۶۸)

ماہ نامہ ''محدث'' لاہور میں اب تک تاریخ فتنۂ انکار حدیث، برصغیر کے منکرین حدیث، فتنۂ استخفاف حدیث، حجیت حدیث، تاریخ وتدوین حدیث، اسلامی عقائد ونظریات اور منکرین حدیث کے اعتراضات وشبہات کے مختلف پہلوؤں پر مختلف اہل علم کے ۶۵۳ مضامین ومقالات چھپ چکے ہیں۔(۱۶۹)

ماہ نامہ ''تعمیر افکار'' کراچی میں حجیت حدیث کے حوالے سے کئی اہم مضامین شائع ہوئے

جن میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کے دو مضامین نہایت قابل ذکر ہیں، ا۔حدیث اور سنت بطور ماخذ شریعت۔ یہ جولائی ۲۰۰۵ء، اور علم حدیث کی ضرورت واہمیت۔ جون ۲۰۰۵ء

اسی طرح جون ۲۰۰۵ء ہی میں سید فضل الرحمٰن کے قلم سے ایک مضمون بہ عنوان سنت کی شرعی حیثیت بھی شائع ہوا ہے۔

اس کے علاوہ سہ ماہی ''فکر ونظر'' اسلام آباد، ماہ نامہ ترجمان القرآن''، سہ ماہی ''منہاج'' اور دیگر رسائل میں حدیث کی ضرورت واہمیت اور حجیت پر کئی لائق مطالعہ تحقیقی مقالات طبع ہوئے ہیں۔ ایسے تمام رسائل اوران میں طبع ہونے والے مقالات کا اس مقالے میں احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بل کہ ناممکن ہے۔

حجیت حدیث سے متعلق کتب کے تراجم

حدیث کی ضرورت واہمیت اور حجیت پر عربی زبان میں لکھی گئی کتب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کا فریضہ سرانجام دے کر برصغیر کے فضلا نے اپنی زبان میں حجیت حدیث کے لٹریچر میں اضافہ کیا ہے۔

حافظ جلال الدین السیوطی کی کتاب **مفتاح الجنة فی الاحتجاج السنة** کا اردو ترجمہ مولانا خالد گھرجاکھی نے ''حجیت سنت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم'' کے نام سے کیا ہے۔(۱۷۰)

شیخ عبدالغنی محمد عبدالخالق کے مقالے بہ عنوان ''حجیت سنت'' کا ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی نے کیا ہے جو ۸۹۳ صفحات پر محیط ہے۔(۱۷۱)

شیخ محمد ابوزہرہ کی تالیف **الحدیث والمحدثون** کا اردو ترجمہ غلام احمد حریری نے کیا۔ اس میں بھی منکرین حجیت حدیث کی تردید اور اخبار آحاد کے منکرین پر نقد وجرح کی گئی ہے۔(۱۷۲)

الشیخ مصطفیٰ حسنی السباعی کی کتاب **السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی** کا ترجمہ ڈاکٹر مولانا احمد حسن ٹونکی نے ''اسلامی میں سنت وحدیث کا مقام'' کے نام سے کیا ہے جو دو جلدوں میں ہے۔ حصہ اول ۵۳۹ اور حصہ دوم ۴۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حجیت حدیث اور انکار سنت پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ نیز مستشرقین کے اوہام کا بھی ازالہ کیا گیا ہے۔(۱۷۳)

حدیث کے موضوع پر مطبوعہ خطبات

حدیث کی اہمیت وحجیت پر بعض علماء کی تقاریر اور بعض محققین کے لیکچرز بھی چھپ چکے ہیں۔

انکار حدیث کے موضوع پر ہونے والے مناظرے بھی کتابی صورت میں زیورطباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ عالم اسلام کے نامور محقق اور محدث ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور میں بارہ لیکچرز دیئے جو ''خطبات بھاول پور'' کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ ان میں دوسرا خطبہ حدیث سے متعلق ہے۔ اس میں حدیث کی اہمیت وضرورت اور تدوین کے حوالے سے منکرین حدیث اور مستشرقین کے تمام اعتراضات وشبہات کے بڑے مدلل انداز میں جوابات دیے گئے ہیں۔(۱۷۴)

مولانا ثناءاللہ امرتسری کے مناظروں کی روداد چھپ چکی ہے جس کا گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی کے دروسِ حدیث بھی چھپ چکے ہیں۔ ڈاکٹر خالد علوی نے امریکہ اور کینیڈا کی مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی شکاگو میں رجب ۱۳۹۷ھ میں حدیث کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں *Indispensibility of Hadith* کے موضوع پر ایک مقالہ پیش کیا تھا جس میں انہوں نے حدیث کی اہمیت وضرورت کے بارے میں کہا:

> *The Man, therefore, who embraced Islam stood in need of both Qur'an and Sunnah. Actually Hadith is so important that without it one cannot fully understand the Holy Book and Islam or be able to apply it to one's life and practice(175).*

جامعات میں حجیت حدیث کے موضوع پر تحقیق

کسی ملک میں یونی ورسٹی کی سطح پر ہونے والی تحقیق عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہونی چاہئے، اگرچہ ہمارے ہاں دینیاتی، لسانی یا سوشل سائنسز میں ایم اے، ایم فل یا پی ایچ ڈی کے لئے مقالات کے موضوعات بہت زیادہ اطلاقی تو نہیں ہوتے، تاہم کچھ موضوعات ایسے ضرور ہوتے ہیں جو عصری تقاضوں کے عکاس ہوتے ہیں۔ پاکستان کی تمام جامعات میں پیش کئے جانے والے مقالات کا ریکارڈ یک جا نہ ہونے کے باعث یہ ممکن نہیں کہ حجیت حدیث یا فتنۂ انکار حدیث سے متعلق تمام مقالات کا ذکر کیا جا سکے۔ یہاں بہ طور نمونہ صرف چند جامعات میں اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونی ورسٹی میں محمد عبداللہ لیکچرر شعبہ عربی، علوم اسلامیہ وتحقیق، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان نے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی زیرنگرانی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیے ''حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔اس مقالے کے سات ابواب ہیں جن کے عنوانات درج ذیل ہیں:

حدیث ومترادفات حدیث، تدوین حدیث، حجیت حدیث، فتنۂ انکار حدیث، حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تفصیلی تعارف وجائزہ، منکرین حدیث کے شبہات کے رد میں حجیت حدیث پر دلائل کا جائزہ، حجیت حدیث کے ادب کے اثرات۔

یہ مقالہ ۲۶۲ صفحات پر مشتمل ہے، تکمیل کی تاریخ ۲۶/ جولائی ۱۹۹۴ء درج ہے۔ اس مقالے میں حجیت حدیث کے موضوع پر سو کے لگ بھگ کتب کا تعارف کرایا گیا ہے۔(۱۷۶) ان کتب کا تنقیدی جائزہ لینے کے بہ جائے فقط ان کے تعارف یا چند تعریفی کلمات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

جامعہ پنجاب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے صلاح الدین نے ''تاریخ وعقائد منکرین حدیث'' کے عنوان سے ۱۹۹۲ء میں اور محمد اسلم صدیقی نے ''**انکار السنة وبواعثه فی العالم العربی**'' کے زیرعنوان ۱۹۹۰ء میں اپنا مقالہ مکمل کیا۔(۱۷۷)

جامعہ پنجاب لاہور کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں ایم عبدالرشید نے ۱۹۶۵ء میں پروفیسر محمد اسلم ملک کی نگرانی میں ''انکار حدیث کے اسباب'' کے عنوان سے ایم اے کے لئے مقالہ لکھا۔(۱۷۸)

۱۹۹۶ء میں محمد اکرم نے ڈاکٹر خالد علوی کی زیرنگرانی ''صحیحین کی احادیث پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔(۱۷۹)

۱۹۹۰ء میں صغریٰ پروین نے ''فتنۂ انکار حدیث کے اسباب اور سد باب کے لئے نئی تجاویز'' کے عنوان سے ایم اے کے امتحان کے لئے مقالہ پیش کیا جس کے نگران تحقیق ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی تھے۔(۱۸۰)

جامعہ بہاؤ الدین زکریا ملتان میں ۱۹۹۰ء میں محمد باقر خان خاکوانی نے ڈاکٹر احمد حسین کی رہ نمائی میں ''اصول روایت حدیث اصول فقہ کی روشنی میں'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے اپنا مقالہ پیش کیا، جس میں حجیت سنت پر بحث کی گئی ہے۔اس کے علاوہ خبرِ واحد کی حجیت وعدم حجیت پر مفصل بحث ہے۔(۱۸۱)

بہاؤ الدین زکریا یونی ورسٹی میں ایم اے عربی یا علوم اسلامیہ کے لئے حجیت حدیث یا انکار

حدیث کے موضوع پر ۱۹۷۶ء سے ۱۹۹۳ء کے دوران کوئی مقالہ نہیں لکھا گیا۔

جامعہ عباسیہ بھاول پور میں درجۃ التخصص کے لئے حدیث کے متعلق متعدد مقالات لکھے گئے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی کی نگرانی میں عبدالرحیم احمد پوری نے ۱۹۶۵ء، میں ''تدوین حدیث''، عبد الرحمٰن نے ''مقام حدیث''، عبدالواحد ثاقب نے ''اتباع سنت''، خدا بخش نے ''حجیت حدیث'' کے موضوعات پر مقالات لکھے۔ مولانا نعمانی کی نگرانی میں ۱۹۶۶ء میں مشتاق احمد چشتی نے ''مقام سنت'' اور محمد یحییٰ عزیز نے ''تاریخ تدوین حدیث'' کے عنوانات سے مقالات قلم بند کئے۔ (۱۸۲)

مشتاق احمد چشتی کا مقالہ ۱۹۷۸ء/ ۱۳۹۸ھ میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اس میں سنت کی تشریعی حیثیت اور منکرین حدیث کے کئی ایک اعتراضات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ اسلامیہ کو ایک مکمل یونی ورسٹی کا درجہ ملنے کے بعد یہاں شعبہ علوم اسلامیہ میں حدیث کی اہمیت و حجیت اور فتنۂ انکار حدیث کے موضوع پر چند مقالات لکھے گئے۔

ایم اے کی ڈگری کے لئے لکھے جانے والے مقالات میں ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر کی زیر نگرانی عابدہ تبسم بھٹی نے ۱۹۹۴ء میں ''خبر واحد کی شرعی حیثیت'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ (۱۸۳) ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی کی نگرانی میں شوکت فرید نے ۱۹۷۸ء میں ''تدوین حدیث''۔ (۱۸۴) پر اور سنبلہ صدف نے ۱۹۹۸ء میں محمد ادریس لودھی کی نگرانی میں ''فتنۂ انکار حدیث پر اردو زبان میں لٹریچر کا جائزہ'' (۱۸۵) کے عنوان سے اپنے مقالات مکمل کئے۔

جامعہ کراچی میں فضل احمد نے ۱۹۹۱ء میں ''مسئلہ انکار حدیث کا تاریخی وتنقیدی جائزہ'' کے عنوان سے اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ پیش کیا۔ (۱۸۶)

ہمارے ہم سایہ ملک بھارت میں حدیث کے حوالے سے مختلف جامعات میں مقالات لکھے گئے ہوں گے۔ کلکتہ یونی ورسٹی نے ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کا مقالہ *Hadith Literature* کے عنوان سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا جس میں حدیث کا مفہوم، کتابت حدیث، تاریخ فن حدیث، جمع وتدوین حدیث کے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس علمی بحث میں حدیث کے مقام عظمت، حجیت اور ماخذ قانون اسلامی ہونے کی خوب وضاحت کی گئی ہے۔ (۱۸۷)

حجیت حدیث اور شعرائے کرام

شعرا معاشرے کا سب سے حساس طبقہ ہوتے ہیں، وہ اپنے کلام میں زمانے کے انقلابات

اور اپنے عہد میں سر اٹھانے والے فتنوں کا ذکر ضرور کرتے ہیں، تاہم ہر شاعر اپنے عہد پُر آشوب کی ہر شورش کو یک سانی سے محسوس نہیں کرتا۔ ایک معاشی استحصالی سے زیادہ اثر لیتا ہے تو دوسرا مذہبی فتنوں پر زیادہ حساسیت کا اظہار کرتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اٹھنے والے فتنۂ انکار حدیث سے مذہبی شاعری کرنے والے سخنور متاثر ہوئے اور انہوں نے حجیت حدیث کے اثبات اور منکرین حدیث کی مذمت میں سخن سرائی کی۔ اس کی چند ایک مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

خالد بزمی نے دس اشعار پر مشتمل ایک نظم ''فتنۂ انکارِ حدیث'' لکھی جس میں انہوں نے حجیت حدیث کے اثبات اور منکرین حدیث کے باطل عقائد کی تردید کی ہے، دو بند ملاحظہ ہوں:

جو لوگ منکرین حدیث رسول ہیں
مذہب کے نام ہی سے دراصل ان کو بیر ہے
کہتے ہیں وہ جس کا نہیں دین میں ثبوت
کرتے ہیں وہ کہ جس کوئی سر ہے نہ پیر
اے حق پرست وصاحب ایمان دوستو
مذہب کے دشمنوں کا اردہ کچھ اور ہے
ہشیار منکرین حدیث رسول سے
یہ دور آزمائش ایماں کا دور ہے(۱۸۸)

شورش کاشمیری نے بھی ''فتنۂ انکار حدیث'' کے زیر عنوان ایک نظم لکھی مگر پوری نظم میں اصل موضوع پر صرف یہ ایک شعر ہے:

جانتے ہو کہ یہاں فتنۂ انکار حدیث
اپنے افکار بد انجام میں پرویزی ہے(۱۸۹)

راز کاشمیری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں، ان کے علاوہ کسی کی بات کو معتبر نہیں سمجھتے، اسی لئے کہتے ہیں:

معیار حق ہے آپ کی ہر بات، ہر عمل
نا معتبر ہے سارا جہاں، آپ معتبر(۱۹۰)

راسخ عرفانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلنے والی ہر بات کو خدائی کلام ہی کی تشریح و تعبیر سمجھتے ہیں:

نکلا ہے جو بھی لفظ زبان حضور ﷺ سے
لاریب ترجمہ ہے خدا کے کلام کا(۱۹۱)

محمد ہارون الرشید ارشد نے ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو واجب التعمیل قرار دیا ہے اور اس کی پیروی کو اپنی خوش بختی سمجھا ہے:

ہے سعادت سنت خیر البشر ﷺ کی پیروی
واجب التعمیل ہے فرمان فخر الانبیاء ﷺ(۱۹۲)

ارشد نے کئی دیگر اشعار میں اہمیت سنت کو واضح کیا ہے دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

توحید میرا دل تو جاں سنت رسول ﷺ
بعد خدا ہیں میرے لئے حضرت رسول ﷺ(۱۹۳)

میرے یقین کا معیار مصحف و سنت
میرا عقیدہ کلام خدا، کلام حضور ﷺ(۱۹۴)

عبدالمجید صدیقی کے کلام میں مقام حدیث کے حوالے سے ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو فرامین کبریا قرار دیا گیا:

سچ کہا ''گفتۂ او گفتۂ اللہ بود''
شاہد ناطق ہے خود قرآن اس اظہار کا(۱۹۵)

ارشاد ہے ماینطق جب ان کے ہی حق میں
اللہ کا فرمان ہے فرمان محمد ﷺ (۱۹۶)

اسی خیال کا اظہار حافظ عبدالغفار حافظ نے بھی اس شعر میں کیا ہے:

عین حق ہے جو بھی نکلا ہے زبان پاک سے
عین فرمان خدا ہے فرمان والا آپ ﷺ کا(۱۹۷)

حافظ محمد افضل فقیر نے اہتمام سنت کا یوں درس دیا:

جس سے تابناک امروز جس سے کامران فردا
وہ حضور ﷺ کی سنت اور اہتمام اس کا(۱۹۸)

حافظ مظہر الدین اقوالِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یوں زمزمہ پیرا ہیں:

کیف افروز ہے بات بات آپ ﷺ کی

وجد انگیز ہے ہر کلام آپ ﷺ کا(۱۹۹)

عبدالکریم ثمر حدیث کو وحی الٰہی کی تفسیر سمجھتے ہیں، اس تخیل کو وہ شعر کا یوں جامہ پہناتے ہیں:

تری حدیث ہے ام الکتاب کی تفسیر
تری زبان بھی خدا کی زبان سے ملتی ہے(۲۰۰)

حکیم شریف احسن مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کا منظوم ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

وہی ہیں جن کی اطاعت، اطاعت حق ہے
خدا کی بات ہے گفتارِ رحمت عالم ﷺ(۲۰۱)

راغب مراد آبادی نے بھی قولِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قولِ حق ہونے کے مضمون کو اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔انہوں نے اس موضوع پر یوں سخن سرائی کی ہے:

اس کا ہر نقش قدم ہے شبِ اسریٰ کا چراغ
اس کی ہر جنبشِ لب نغمۂ وحی و الہام
اس کا ہر لفظ ہے برہان صداقت بکنار
اس کی ہر بات نجات ابدی کا پیغام(۲۰۲)

اردو شاعری میں راجا رشید محمود نے حدیث کی ضرورت واہمیت اور اس کی حجیت پر بہت سے اشعار کہے ہیں۔سیرت وحدیث کے موضوع پر ان کی تحقیق بعض منثور کتب میں طبع ہو چکی ہے۔ ان کے پہلے اردو مجموعۂ نعت میں پانچ اشعار پر مبنی یہ نعت صرف اسی کا مضمون کا منظوم اظہار ہے:

کلام پاک ہے معیارِ گفتگوئے رسول ﷺ
خدا کا کفر ہے انکارِ گفتگوئے رسول ﷺ
ہر اک زمانے کو بخشے گا نکہتیں محمود
بہار زا ہے چمن زارِ گفتگوئے رسول ﷺ(۲۰۳)

حجیت حدیث پر ایسے اشعار پوری اردو شاعری میں کہیں نہیں ملتے، ایک اور نعت میں اسی موضوع کو یوں نظم کیا ہے:

ماینطق کے حکمِ خدا سے عیاں ہے یہ
الہام کا ہے سلسلہ سرکار ﷺ کی حدیث

قرآن علم، سیرتِ سرکار ﷺ ہے عمل
یوں متن پر ہے حاشیہ سرکار ﷺ کی حدیث
تشریح اور توجیہ کلامِ خدا کی ہے
ہے شارح دین ہدیٰ سرکار ﷺ کی حدیث (۲۰۴)

راجہ رشید محمود قرآن پاک کی تفسیر کے لئے صحیح احادیث کو لازم قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

کلام حق کی وضاحت کو تو ضروری ہے
رسول پاک ﷺ کے اقوال معتبر کا وجود (۲۰۵)

مذکورہ شعرائے کرام کے علاوہ بھی اردو شاعری میں حجیت واہمیت حدیث اور منکرین حدیث کے افکار کی تردید میں متعدد اشعار تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوگیا کہ اسلام میں قرآن مجید کی طرح صحیح احادیث بھی حجت ہیں اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، سوائے چند افراد کے جو پہلے خوارج اور معتزلہ کی شکل میں نمودار ہوئے اور پھر اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں کبھی کبھار ان میں سے کسی ایک آدھ نے احادیث کے خلاف بات کرنے یا لکھنے کی سعی کی لیکن عوام الناس کے ردعمل کے خوف سے کھلم کھلا احادیث کو جھٹلا نہ سکے۔ برصغیر میں منکرین احادیث کا اس وقت تک کوئی وجود نہ تھا جب تک یہاں برطانوی راج قائم نہیں ہوا تھا۔ انگریزوں کی آمد کے بعد یہاں فتنۂ انکار حدیث نے سر اٹھایا تو علمائے حق ان کے باطل نظریات کی تردید کے لئے اور حدیث کی حجیت ثابت کرنے کے لئے متعدد کتب، رسائل اور مقالات لکھے اور شعرائے کرام نے بھی اپنی شاعری میں اس موضوع پر اشعار کہے۔ جامعات میں بھی اس موضوع پر تحقیقی کام کروائے گئے۔ اس طرح اس فتنے کی سرکوبی کے لئے ہر سطح پر کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں عوامی سطح پر انکارِ حدیث کو پذیرائی نہیں مل سکی اور عام مسلمانوں کو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی سنت کی اتباع سے برگشتہ کرنے کی سعیٔ مذموم کبھی کامیابی سے ہم کنار نہ ہوسکی۔

حوالہ جات

۱۔ فتح پوری، ڈاکٹر فرمان (مدیر اعلیٰ)، اردو لغت، اردو لغت بورڈ کراچی، ۱۹۸۷ء، ج ۸، ص ۶۴، عربی لغت ''المنجد'' میں بھی الحجۃ کا معنی دلیل بتایا گیا ہے، ملاحظہ ہو: ''المنجد عربی اردو''، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۶۰ء، ص ۲۲۸۔
۲۔ فتح پوری، ڈاکٹر فرمان (مدیر اعلیٰ)، اردو لغت، ج ۸، ص ۷۳۔
۳۔ عتر، نور الدین، الدکتور، ما اضیف إلى النبى صلى الله عليه وسلم من قول أو فعل أو وصف خلقى أو خلقى (منهج النقد فى علوم الحديث)، دار الفکر دمشق، ۱۹۸۱ء، ص ۲۶
۴۔ صبحی صالح، ڈاکٹر، علوم الحدیث، مترجم: غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد، ۱۹۷۸ء، ص ۲۰
۵۔ مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۴۳۳۔
۶۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بھاول پور، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۳۹۔
۷۔ صبحی صالح، حوالہ مذکور، ص ۲۴، ۲۵۔
۸۔ المائدہ ۵: ۹۲
۹۔ النساء ۴: ۸۰
۱۰۔ آل عمران ۳: ۳۱
۱۱۔ الشوکانی، الحافظ محمد بن علی، ارشاد الفحول تحقیق الحق من علم الأصول، دار الکتب بیروت، ۱۹۹۲ء، الجزء الاول، ص ۵۹۔
۱۲۔ جیلانی، شیخ عبد القادر، فتوح الغیب، اردو ترجمہ: مولانا زبیر افضل عثمانی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۷۶، ۷۷
۱۳۔ ابن البر، علامہ، جامع بیان العلم وفضلہ، اردو ترجمہ ''العلم والعلماء'' از عبد الرزاق ملیح آبادی، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۵۳
۱۴۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، حوالہ مذکور، ص ۳۵
۱۵۔ عبد الخالق، شیخ عبد الغنی محمد، حجیت سنت، اردو ترجمہ: محمد رضی الاسلام ندوی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۳۵۳
۱۶۔ السیوطی، حافظ جلال الدین، مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ، بہ حوالہ: ضربِ حدیث از مولانا محمد صادق سیالکوٹی، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ، ۱۹۶۱ء، ص ۳۴۲
۱۷۔ مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۴۳۳
۱۸۔ ندوی، محمد حنیف، مسئلہ اجتہاد، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۵۲ء، ص ۵۹۔
۱۹۔ ابن حزم، ابو محمد بن احمد، الاحکام فی اصول الاحکام، مکتبۃ الخانجی مصر، ۱۹۲۰ء، ج ۱، ص ۱۱۴

۲۰۔ عابد، ڈاکٹر محمد عبد اللہ، برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی تاریخ اور اسباب، مشمولہ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۸-۹، اگست-ستمبر ۲۰۰۲ء، ص ۱۲۴

۲۱۔ پانی پتی، مولانا محمد اسماعیل (مرتب)، مقالاتِ سرسید، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۲ء، حصہ پنجم، ص ۴۲۷، ۴۲۸

۲۲۔ حوالہ سابق، حصہ پنجم، ص ۴۱، ۴۹

۲۳۔ پانی پتی، مقالات سرسید، ج ۱۳، ص ۱۷

۲۴۔ امرتسری، ثناء اللہ، مولانا، حجیت حدیث اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتب خانہ ثنائیہ امرتسر، ۱۹۲۹ء، ص ۱

۲۵۔ عثمانی، محمد تقی، مولانا، درس ترمذی، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۲۶

۲۶۔

۲۷۔ جیراجپوری، اسلم، علامہ، تاریخ القرآن، آواز اشاعت گھر لاہور، تاریخ تکمیل: ۷/ربیع الاول ۱۳۴۱ھ، ص ۲۰

۲۸۔ مقبول احمد، سید، مطالعہ حدیث، عباس منزل لائبریری الہ آباد، ۱۹۵۲ء، ص ۶

۲۹۔ حوالہ سابق، ص ۲۵۰

۳۰۔ نیاز فتح پوری، علامہ، من ویزداں، آواز اشاعت گھر لاہور، (س۔ن)، ص ۳۵۱

۳۱۔ سلفی، مولانا محمد اسماعیل، حجیت حدیث، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷

۳۲۔ ندوی، عبد القیوم، فہم حدیث، ص ۱۳۸ بحوالہ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۸۰، ص ۱۲۱

۳۳۔ احمد الدین، بیان للناس، دوست ایسوسی ایٹس لاہور، ۱۹۹۹ء

۳۴۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، سنت کی آئینی حیثیت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲

۳۵۔ دسمبر ۱۹۵۳ء میں یہ کتاب ادارہ طلوع اسلام کراچی نے طبع کی، کتاب کے سرورق پر کسی مصنف یا مرتب کا نام نہیں لکھا۔ اس میں بعض عنوانات مولانا جیراج پوری نے اور باقی پرویز صاحب نے لکھے ہیں۔ پیش لفظ نام ادارہ طلوع اسلام کراچی کا تحریر کردہ ہے۔ کل صفحات ۴۲۴ ہیں۔

۳۶۔ پرویز، معراج انسانیت، ادارہ طلوع اسلام لاہور، ص ۳۱۸

۳۷۔ ملاحظہ ہو: کیلانی، عبد الرحمٰن، آئینہ پرویزیت، مکتبہ السلام لاہور، ۱۹۸۷ء

۳۸۔ کتاب کے کل صفحات ۲۸۷ ہیں کتاب میں مولانا حافظ اسلم جیراج پوری کی تنقید بھی شامل ہے۔ حوالہ نمبر ۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔

۳۹۔ برق، غلام جیلانی، دو اسلام، قمر الدین قمر لاہور، ۱۹۴۹ء، ص ۱

۴۰۔ برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر، تاریخ حدیث، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۸ء

۴۱۔ العمادی، عبداللہ، علم الحدیث، مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدر آباد دکن، (س۔ن)، ص۳۔ اس کتاب کے کل صفحات ۹۴ ہیں، جب کہ اس کا ایک اور ایڈیشن سلسلہ تالیفات شرکۃ علمیہ امرتسر سے ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء میں طبع ہوا تھا، جس پر حصہ اولیٰ لکھا تھا۔ اس کے ۵۸ صفحات ہیں۔
۴۲۔ عابد، ڈاکٹر محمد عبداللہ، برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی تاریخ اور اسباب، مشمولہ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد۳۴، شمارہ ۸-۹، اگست-ستمبر ۲۰۰۲ء، ص۲۲
۴۳۔ پھلواری، مولانا محمد جعفر شاہ، مجمع البحرین، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۲۰۰۱ء، طبع دوم، اس کتاب کے ۲۳۹ صفحات ہیں۔
۴۴۔ پھلواری، مولانا جعفر شاہ، مقام سنت، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۴ء، ص۱۲۶
۴۵۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۹۶ء، طبع ہشت دھم، ج۳، ص ۷۴۱، ۷۴۲
۴۶۔ حوالہ سابق، ص۷۵۵
۴۷۔ الروم ۳۰:۳۱
۴۸۔ مودودی، تفہیم القرآن، ج۲، ص۵۸۹، ۵۹۰
۴۹۔ نعیمی، مفتی احمد یار خان، تفسیر نورالعرفان، پیر بھائی کمپنی لاہور، (س۔ن)، ص۳۵، ۴۵
۵۰۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۰۲ھ، ایڈیشن پنجم، ج۱، ص ۹۵
۵۱۔ حوالہ سابق ص۳۶۹
۵۲۔ النساء:۷۹
۵۳۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج۱، ص۳۷۰
۵۴۔ حوالہ سابق، ج۲، ص۱۳۸
۵۵۔ محمد شفیع، مولانا مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، ج۲، ص۴۱ ۲۔
۵۶۔ حوالہ سابق، ج۳، ص۱۹۸
۵۷۔ دریابادی، مولانا عبدالماجد، القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر، تاج کمپنی لاہور کراچی، (س۔ن) ص۲۰۴
۵۸۔ الرضوی، السید محمود احمد، فیوض الباری فی شرح البخاری، مکتبہ رضوان لاہور، (س۔ن)، ج۱، ص۴
۵۹۔ دہلوی، علامہ نواب محمد قطب الدین خان، شرح مظاہر حق اردو، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۳ء، ج۱، ص۳۵
۶۰۔ سعیدی، مولانا غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، حامد اینڈ کمپنی لاہور، ۱۹۷۷ء، ص۲۴، ۲۵

۶۱۔ حوالہ سابق، ص ۲۷

۶۲۔ سعیدی، مولانا غلام رسول، مقدمہ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی، مترجم: علامہ محمد صدیق ہزاروی، فرید بک سٹال لاہور، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ص ۷

۶۳۔ حوالہ سابق، ص ۹ (یہاں سورۃ انعام کی آیت کا نمبر ۹ لکھا ہے جو درست نہیں، دراصل یہ آیت ۶:۹۰ کا جز ہے، سورۃ نور کی آیت کی کتابت میں غلطی ہے، تطیعوہ کو تطیوہ لکھا گیا ہے۔

۶۴۔ نعمانی، مولانا محمد منظور، معارف الحدیث، مکتبہ رشیدیہ ساہیوال، ۱۹۵۴ء، ج ۱، ص ۱۴

۶۵۔ حوالہ سابق

۶۶۔ حوالہ سابق، ص ۴۱

۶۷۔ خان، محمد فاروق، کلام نبوت، احباب پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۲۵

۶۸۔ امجدی، مولانا جلال الدین احمد، انوار الحدیث، رضا پبلی کیشنز لاہور، بارسوم، ۱۹۸۲ء، ص ۵۳-۸۳

۶۹۔ سعد صدیقی، محمد، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت، شعبہ تحقیق قائد اعظم لائبریری لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۶۵-۱۱۱

۷۰۔ مولانا مودودی کے حالات زندگی اور تصانیف کے لئے ملاحظہ ہوں: ''آئین'' کا تفہیم القرآن نمبر، جلد ۱۱، شمارہ ۷، دسمبر ۱۹۷۲ء

۷۱۔ ابوالاعلیٰ، سید، حدیث اور قرآن، مکتبہ چراغ راہ کراچی، ۱۹۵۴ء

۷۲۔ حوالہ سابق، ص ۴

۷۳۔ ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' لاہور، جلد ۵۲، شمارہ ۶، ستمبر ۱۹۶۱ء

۷۴۔ ماہنامہ ''تجلی'' دیوبند، دسمبر ۱۹۲۱ء، ص ۳۹

☆ ماہنامہ ''نعت'' لاہور، جلد ۲، فروری ۱۹۸۹ء، ص ۳۱

۷۵۔ محمد عبداللہ، ڈاکٹر، فتنہ انکار حدیث کے ردّ میں برصغیر کے دینی رسائل و جرائد کی خدمات کا جائزہ، مشمولہ مجلّہ ''تحقیق''، کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونی ورسٹی لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۴۱

۷۶۔ ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' لاہور، ستمبر ۱۹۲۱ء، ص ۱۷، ۱۸

۷۷۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سنت کی آئینی حیثیت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء

۷۸۔ حوالہ سابق، ص ۳

۷۹۔ رندھاوا، ڈاکٹر خالد ظفر اللہ، برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر، مشمولہ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۸-۹، اگست-ستمبر ۲۰۰۲ء، ص ۲۲۹

۸۰۔ مودودی، سنت کی آئینی حیثیت، ص ۱۹۵

۸۱۔ النساء۴:۸۰

۸۲۔ النور۲۴:۵۴

۸۳۔ الانعام۶:۹۰

۸۴۔ حوالہ سابق

۸۵۔ حوالہ سابق، ص ۲۲۸، ۲۲۹

۸۶۔ حوالہ سابق، ص۱۶

۸۷۔ رندھاوا، حوالہ مذکور

۸۸۔ تفصیلی حالات زندگی کے لئے ملاحظہ ہوں:

الف: حضرت ضیاء الامت ایک انقلاب آفریں شخصیت از پروفیسر احمد بخش، مقالات، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء، ج ا، ص ۱۳-۸۷

ب: ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' لاہور، ضیاء الامت نمبر، جلد ۹۲، شمارہ ۷-۸، اپریل-مئی ۱۹۹۹ء

۸۹۔ مصر جانے سے پہلے اس کتاب کی تکمیل کے بارے میں پیر صاحب نے راقم الحروف کو خود بتایا تھا۔ جب مجھے ڈاکٹریٹ کے لئے ''مطالب الفرقان کا تنقیدی جائزہ'' کے عنوان پر کام کرنے کے لئے کہا گیا تو پیر صاحب نے مجھے یہ فرمایا کہ تم کام کرو میں تمہاری مدد کروں گا، یہاں تک کہ تمہیں اُس خط و کتابت کی تفصیل فراہم کروں گا جو میرے اور پرویز کے درمیان ہوتی رہی، لیکن میں بہ وجوہ اس موضوع پر کام نہ کر سکا۔ یہ مقالہ شاید اسی محرومی کے باعث لکھا ہے۔

۹۰۔ سنت خیر الانام کا پہلا ایڈیشن مرکزی جند اللہ بھیرہ نے اپریل ۱۹۵۵ء میں شائع کیا، جس کے ۲۷۸ صفحات تھے۔ اس کے بعد یہ کتاب مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے شائع کی۔ یہ ایڈیشن ۳۰۰ صفحات پر محیط ہے۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کے قائم ہونے کے بعد اس کتاب کے متعدد ایڈیشن زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

۹۱۔ کرم شاہ، صاحبزادہ محمد، سنت خیر الانام، مرکزی جند اللہ بھیرہ، ۱۹۵۵ء، پیش لفظ۔

۹۲۔ ترالوی، محمد سجاد، حافظ، منکرین حدیث وسنت کے ردّ میں سنت خیر الانام کا مقام و مرتبہ، مشمولہ ''ماہنامہ ضیائے حرم'' لاہور، ضیاء الامت نمبر، ص ۵۳۸

۹۳۔ رندھاوا، برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر، ماہ نامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۱۸، ص ۲۲۸، ۲۲۹

۹۴۔ القادری، غلام مصطفیٰ، حضرت ضیاء الامت اور فتنہ انکار سنت، مشمولہ مجلّہ ''ضیاء الاسلام'' لاہور، جنوری ۲۰۰۳ء، ص ۳۹

۹۵۔ محمود، راجا رشید، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مزید نثر پارے، ماہ نامہ ''نعت'' لاہور، جلد ۱، شمارہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۸ء

۹۶۔ یہ نثر پارے راجا رشید محمود کی مرتب کردہ کتاب ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' حصہ اول میں بھی شامل ہیں جو مکتبہ ایوان نعت لاہور سے ۱۹۸۸ء میں طبع ہوئی تھی۔

۹۷۔ راہی، پروفیسر سید مقصود حسین، پیر کرم ادیب منفرد، مشمولہ ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' لاہور، ضیاء الامت نمبر، ص۴۹۳

۹۸۔ کرم شاہ، صاحب زادہ محمد، سنت خیر الانام، ص۱۱-۱۲۔

۹۹۔ حوالہ سابق، ص۹۲

۱۰۰۔ حوالہ سابق، ص۲۱۷

۱۰۱۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، مقالات، مرتبہ: پروفیسر احمد بخش، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء، ج۱، ص۱۶۱

۱۰۲۔ محمد عبد اللہ، حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تنقیدی جائزہ، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، ۱۹۹۴ء، ص۹۹ (یہ غیر مطبوعہ مقالہ ہے تاہم اس کے بعض حصے مختلف رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں)۔

۱۰۳۔ السّلفی، محمد اسماعیل، مولانا، حجیت حدیث، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور، ۱۹۸۱ء، ص۳

۱۰۴۔ رندھاوا، حوالہ مذکور، ص۲۲۶

۱۰۵۔ السّلفی، محمد اسماعیل، مولانا، حجیت حدیث، ص۱۸۳

۱۰۶۔ حوالہ سابق، ص۱۸۵

۱۰۷۔ حوالہ سابق، ص۱۷۷

۱۰۸۔ حوالہ سابق، ص۱۸۵

۱۰۹۔ عراقی، عبد الرشید، دفاع حدیث اور اہل حدیث، مشمولہ ماہ نامہ ''محدث'' لاہور، جلد۳۴، شمارہ ۸، ص۲۴۴

۱۱۰۔ مولانا احمد سعید کاظمی کی حیات و خدمات کے لئے ملاحظہ ہو:

الف: ہزاروی، مولانا محمد صدیق، تعارف علماء اہل سنت، مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۹۷۹ء، ص۲۶

ب: صدیقی، مولانا محمد سعد، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت، شعبہ تحقیق قائد اعظم لائبریری لاہور، ۱۹۸۸ء، ص۴۸۹-۴۹۰

علامہ کاظمی کے متعلق دو جامعات میں ایم اے کی ڈگری کے لئے مندرجہ ذیل مقالات بھی لکھے گئے ہیں:

الف: احمد رضا اعظمی، علامہ احمد سعید کاظمی، نگران پروفیسر ڈاکٹر عبد الرشید رحمت، اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور، ۱۹۹۲ء

ب: غلام قاسم، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کی علمی خدمات، نگران نور الدین جامی، بہاؤ الدین

زکریا یونی ورسٹی ملتان، ۱۹۸۹ء
۱۱۱۔ ۱۹۷۱ء میں کاظمی صاحب کی نگرانی میں درجۂ التخصص کے لئے دو مقالات بھی لکھے گئے، ملاحظہ ہو: بخاری، اسرار الرحمٰن (مرتب)، شعبہ علوم اسلامیہ، تعارف اور تحقیقی کام کی فہرست، اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۵
۱۱۲۔ کاظمی، سید احمد سعید، القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان، کاظمی پبلی کیشنز ملتان، ۱۹۸۷ء
۱۱۳۔ کاظمی، سید احمد سعید، التبیان مع البیان، پارۂ اول، کاظمی پبلی کیشنز ملتان، ۱۹۹۳ء
۱۱۴۔ کاظمی، علامہ سید احمد سعید، مقالات کاظمی، :شرکت حنفیہ لمیٹڈ لاہور، ۱۳۹۷ھ، ج ۱، ص ۲۵۲
۱۱۵۔ نعیم صدیقی، رسول اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: قرآن اور عقل سلیم کی روشنی میں، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۱۸-۱۹
۱۱۶۔ حوالہ سابق، ص ۱۵۲
۱۱۷۔ فراہی، حمید الدین، امام، حقیقت دین، رسالہ نبوت، دار التذکیر لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۵۲
۱۱۸۔ اصلاحی، امین احسن، مبادی تدبر حدیث، مرتبہ: ماجد خاور، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹-۳۰
۱۱۹۔ حوالہ سابق، ص ۳۰
۱۲۰۔ حوالہ سابق، ص ۲۵
۱۲۱۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۸۰ء، ج ۴، ص
۱۲۲۔ السلفی، محمد اسماعیل، حجیت حدیث، ص ۶۷، ۱۵۸
۱۲۳۔ کاظمی، سید احمد سعید، مقالات کاظمی، ''حجیت حدیث'' کے موضوع پر تحریر کئے گئے مقالے میں حد رجم پر تفصیلی دلائل دیے گئے ہیں۔
۱۲۴۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، دعوت الی القرآن کا پس منظر، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۲
۱۲۵۔ رحمت، ڈاکٹر عبد الرشید، قرآن فہمی کے اصول، مشمولہ ''مجلّہ فکر ونظر'' اسلام آباد، جلد ۳۶، شمارہ ۳، ۴، ص ۵۴-۵۵
۱۲۶۔ سہیل حسن، ڈاکٹر، انتقادی مقالہ تدبر حدیث، مشمولہ فکر ونظر اسلام آباد، جلد ۳۸، شمارہ ۳، جنوری-مارچ ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۷-۱۰۸
۱۲۷۔ اصلاحی، امین احسن، مبادی تدبر حدیث، ص ۱۲۴-۱۲۵
۱۲۸۔ کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن، ایم ثناء اللہ خان لاہور، (س۔ن)، ص ۱۳
۱۲۹۔ حوالہ سابق، ص ۱۶

۱۳۰۔ عراقی، عبدالرشید، حوالہ مذکور، ص ۲۴۵
۱۳۱۔ سیالکوٹی، محمد صادق، مولانا، ضرب حدیث، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ، ۱۹۶۱ء، ص ۳۷۶
۱۳۲۔ عثمانی، محمد محترم فہیم، مولانا، حفاظت و حجیت حدیث، دار الکتب لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۸۴
۱۳۳۔ حبیب احمد، حافظ، کتابیات علوم حدیث، قائداعظم لائبریری لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۳
۱۳۴۔ رندھاوا، خالد ظفر اللہ، ڈاکٹر، برصغیر میں انکار حدیث کا لٹریچر، مشمولہ ماہ نامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۸، ص ۲۲۷
۱۳۵۔ سعد صدیقی، علم حدیث اور پاکستان میں اس خدمت، ص ۴۸۹
۱۳۶۔ مولانا محمد حنیف ندوی کی علمی و ادبی خدمات پر شعبہ عربی، اورنٹیل کالج، پنجاب یونی ورسٹی لاہور کی طالبہ زرینہ یعقوب نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی نگرانی میں ایم اے کے لئے ۱۹۸۸ء میں مقالہ لکھا تھا۔
۱۳۷۔ خبیب احمد، حافظ، کتابیات علوم حدیث، ص ۱۴
۱۳۸۔ ندوی، مولانا محمد حنیف، مطالعہ حدیث، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۵
۱۳۹۔ رندھاوا، خالد ظفر اللہ، ڈاکٹر، حوالہ مذکور، ص ۲۳۲
۱۴۰۔ کاندھلوی، اشفاق الرحمٰن صدیقی، مولانا، علم حدیث، کتب خانہ شان اسلام لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۹، ۱۰
۱۴۱۔ صفدر، سرفراز خان، مولانا، المنہاج الواضح یعنی راہِ سنت، ادارہ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، ۱۹۵۷ء، ص ۲۲
۱۴۲۔ عثمانی، مفتی محمد رفیع، مولانا، کتابت حدیث، عہد رسالت و عہد صحابہ میں، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۱۹، ۲۰
۱۴۳۔ گیلانی، سید مناظر احسن، مولانا، تدوین حدیث، ادارہ مجلس علمی کراچی، ۱۹۵۶ء، ص ۵
۱۴۴۔ عراقی، عبدالرشید، دفاع حدیث اور اہل حدیث، حوالہ مذکور، ص ۲۴۲
۱۴۵۔ الازہری، پروفیسر عبدالصمد صارم، تاریخ حدیث، مکتبہ معین لاہور، بار ہفتم، ۱۹۶۳ء، ص ۱۶
۱۴۶۔ کریم بخش، مولوی محمد، ضرورت حدیث، حاجی عبدالعزیز مالک میکلیگن پریس لاہور، ۱۳۸۴ھ
۱۴۷۔ محمد علی، مولوی، مقام حدیث، انجمن اشاعت اسلام لاہور، ۱۹۳۲ء
۱۴۸۔ قادری، محمد عبدالستار، حافظ، مرآۃ التصانیف، مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۳۶

149. *Dehlavi, Allam Hafiz Mohammad Ayub, The Mischief of Rejection of Hadith (Tradition), Maktaba-i-Razi, Karachi,*

150. *Shabbir, M. The Authority and Authenticity of Hadith, Kitab Bhavan New Delhi, 1982, P.V.*

۱۵۱۔ بلخی، افتخار احمد، فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر، مکتبہ چراغ راہ کراچی، (س۔ن)
۱۵۲۔ محمد رفیق چوہدری، حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے، مکتبہ قرآنیات لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۶
۱۵۳۔ اعظمی، محمد الیاس، اہمیت الحدیث عند القرآن، کوٹ اعظم قصور، ۱۹۸۰ء، ص ۳۸
۱۵۴۔ محمد عبداللہ، ڈاکٹر، فتنہ انکار حدیث کے ردّ میں برصغیر کے دینی رسائل وجرائد کا جائزہ، مشمولہ مجلّہ ''تحقیق''، کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ پنجاب یونی ورسٹی لاہور، جلد ۱۹، شمارہ ۶۳، ص ۳۸
۱۵۵۔ ہفتہ وار ''رضوان'' لاہور، جلد ۵، شمارہ ۱۵، ۱۶/اپریل ۱۹۹۳ء بحوالہ: ماہ نامہ ''نعت'' لاہور، جلد ۶، شمارہ ۹، ستمبر ۱۹۹۳ء، ص ۱۹، ۲۰
۱۵۶۔ ماہنامہ ''نعت'' لاہور، جلد ۶، شمارہ ۴، ص ۲۹
۱۵۷۔ مجلّہ ''تحقیق''، جلد ۱۹، شمار مسلسل ۶۳، ص ۳۸
۱۵۸۔ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور، حجیت حدیث نمبر، ۱۷/فروری ۱۹۵۶ء، ص ۳۰
۱۵۹۔ مجلّہ ''تحقیق''، ۶۳: ۴۱
۱۶۰۔ ''نقوش'' رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، جلد ششم، شمارہ نمبر ۱۳۰، ادارہ فروغ اردو لاہور، دسمبر ۱۹۸۳ء
۱۶۱۔ مجلّہ ''تحقیق''، حوالہ مذکور، ص ۴۶
۱۶۲۔ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۶، شمارہ ۸-۹، اگست-ستمبر ۲۰۰۲ء، ص ۲
۱۶۳۔ مجلّہ ''تحقیق''، جلد ۱۹، شمارہ ۶۳، ص ۳۱-۴۹، ص ۵۱-۶۰
۱۶۴۔ مجلّہ ''تحقیق''، جلد ۲۰، شمارہ ۶۴، ص ۹-۲۳، ص ۲۵-۳۷
۱۶۵۔ مجلّہ ''الاضواء''، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب لاہور، جنوری ۲۰۰۰ء، جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۱۳، ص ۱۷۰-۱۷۹
۱۶۶۔ مجلّہ ''علوم اسلامیہ''، اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور، ۱۹۸۸ء، جلد ۶ نمبر ۱
167. Islamic Studies, Islamic Research Institute Islamabad, March 1972, Vol Xi, No. 1, PP 13-44.
۱۶۸۔ ماہنامہ ''محدث'' لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۸-۹، ص ۲۵۳-۲۷۲
۱۶۹۔ جلال الدین سیوطی کی اس کتاب کا ترجمہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔
۱۷۰۔ عبدالخالق، شیخ عبدالغنی محمد، حجیت سنت، اردو ترجمہ: محمد رضی الاسلام ندوی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۷ء
۱۷۱۔ محمد ابوزہرہ، الاستاذ محمد، تاریخ حدیث ومحدثین، مترجم: غلام احمد حریری، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور، ۱۹۲۵ء، ص ۳۴-۳۹
۱۷۲۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بھاول پور، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۳۵-۶۹

۱۷۳۔ السباعی، الشیخ مصطفیٰ حسنی، السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی، مترجم: مولانا احمد حسن ٹونکی بعنوان ''اسلام میں سنت وحدیث کا مقام''، شعبۂ تصنیف وتالیف، مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی، (س۔ن)

174. Khalid Alvi, Dr. Indispensiblity of Hadith, The place of Hadith in Islam, Proceeding of Seminar on Hadith, Institute of Technology Chicago, lllinois, 1977, P.59.

۱۷۵۔ محمد عبداللہ، حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تنقیدی جائزہ، نگران ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، شعبہ عربی پنجاب یونی ورسٹی لاہور، ۱۹۹۴ء

۱۷۶۔ اخبار تحقیق، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، جولائی۔ستمبر ۲۰۰۲ء، شمارہ ۴۰، ص ۲

۱۷۷۔ فہرست مقالات ۱۹۵۱ء-۲۰۰۱ء، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۲۷

۱۷۸۔ حوالہ سابق، ص ۶۳

۱۷۹۔ حوالہ سابق، ص ۵۴

۱۸۰۔ یعقوب علی چوہدری وچوہدری امتیاز احمد، تحقیقات زکریا، لائبریری ریسرچ فورم ملتان، ۱۹۹۵ء، جلد ۱، ص ۲۵۴

۱۸۱۔ بخاری، اسرار الرحمٰن، شعبہ علوم اسلامیہ، تعارف اور تحقیقی کام کی فہرست، اسلامیہ یونی ورسٹی بھاول پور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۱-۱۳

۱۸۲۔ حوالہ سابق، ص ۳۰

۱۸۳۔ حوالہ سابق، ص ۳۷

۱۸۴۔ حوالہ سابق، ص ۳۹

۱۸۵۔ اخبار تحقیق، حوالہ مذکور، ص ۲

۱۸۶۔ محمد عبداللہ، حجیت حدیث پر برصغیر کے ادب کا تنقیدی جائزہ، ص ۱۳۸

۱۸۷۔ خالد بزمی، مجھے ہے حکم آذاں، قاضی پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۴۳-۴۴

۱۸۸۔ شورش کاشمیری، چہ قلندرانہ گفتم، مطبوعات چٹان لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۱۰۳

۱۸۹۔ شورش کاشمیری، لوح بھی قلم بھی تو، عثمان اکیڈمی گوجرانوالہ، ۱۹۸۸ء، ص ۹۵

۱۹۰۔ راسخ عرفانی، ارمغان حرم، مکتبہ ادب گوجرانوالہ، ۱۹۷۷ء، ص ۵۵

۱۹۱۔ ارشد، محمد ہارون الرشید، آبشار کرم، محمد زبیر شیخ لاہور، ۱۴۱۲ھ، ص ۹۳۔ اس کتاب پر ملنے کا پتہ مکتبہ رحمانیہ لاہور لکھا ہوا ہے۔

۱۹۲۔ حوالہ سابق، ص ۲۰

۱۹۳۔ حوالہ سابق، ص۴۶
۱۹۴۔ صدیقی عبدالمجید، صدق مقال، ناشر ڈاکٹر محمود احمد صدیقی کراچی، ۱۹۵۹ء، ص ۲۸
۱۹۵۔ حوالہ سابق، ص۴۵
۱۹۶۔ عبدالغفار، حافظ، قصیدہ رسول تہامی، انجمن ترقی نعت کراچی، ۱۹۸۸ء، ص۶۶
۱۹۷۔ فقیر، حافظ محمد افضل، جانِ جہاں، مکتبہ کارواں لاہور، ۱۴۰۳ھ، ص۴۵
۱۹۸۔ حافظ مظہر الدین، تجلیات، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۳ء، ص۵۰
۱۹۹۔ ثمر، عبدالکریم، شعر والہام، مکتبہ عرفان اچھرہ لاہور، ۱۹۶۲ء، ص۲۱۹
۲۰۰۔ احسن، حکیم شریف، عبدہ ورسولہ، نعت اکادمی فیصل آباد، ۲۰۰۰ء، ص۲
۲۰۱۔ راغب مراد آبادی، نعت خیر البشر درود شریف کا تغرہ، مرتبہ: سید فیضی نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۱۹۷۷ء، ص۹
۲۰۲۔ محمود، راجا رشید، ورفعنا لك ذكرك، اختر کتاب گھر لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۷
۲۰۳۔ محمود، راجا رشید، حرف نعت، مکتبہ ایوان نعت لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۷-۸
۲۰۴۔ محمود، راجا رشید، دیار نعت، مکتبہ ایون نعت لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۷
۲۰۵۔ محمود، راجا رشید، مدحت سرور، مکتبہ ایون نعت لاہور، ۲۰۰۲ء، ص۴۴

ماہنامہ نقیب ختم نبوت۔ملتان کی

اشاعت خاص

بہ یاد

سید ذوالکفل بخاری شہیدؒ

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان